اسلامی ضابطہ حیات

بزبانِ

تاجدارِ کائنات

تالیف

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، شمس العارفین شیخ المشائخ

حضرت علامہ صاحبزادہ پیر محمد احمد قاسمی قادری مدظلہ العالی

ارباب آستانہ عالیہ قادریہ قاسمیہ احوا شریف تحصیل و ضلع گجرات

ترتیب و تدوین رکن بزم محمد طارق محمود قادری

ادارہ قاسم المصنفین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

اسلامی ضابطہ حیات

بزبانِ

تاجدارِ کائنات ﷺ

تالیف

پیرطریقت، رہبرشریعت، شمس العارفین، شیخ المشائخ

حضرت علامہ صاحبزادہ پیر محمد احمد قاسمی قادری مدظلہ العالی
زیب آستانہ عالیہ قادریہ قاسمیہ دھوا شریف تحصیل وضلع گجرات
0300-6229094

ترتیب وتدوین

سگِ بارگاہِ دھوا شریف محمد طارق محمود قادری
فارغ التحصیل مرکزی دارالعلوم جامعہ قادریہ قاسمیہ
دھوا شریف گجرات پاکستان

ادارہ قاسم المصنفین

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	اسلامی ضابطہ حیات بزبانِ تاجدار کائنات ﷺ
تالیف	:	علامہ صاحبزادہ محمد احمد قادری مدظلہ العالی
ترتیب و تدوین	:	سگِ مدینہ محمد طارق محمود قادری
نظر ثانی	:	علامہ حافظ محمد تنویر قادری وٹالوی
پروف ریڈنگ	:	علامہ محمد زاہد لطیف قادری
زیر اہتمام	:	ادارہ قاسم المصنفین
معاونین	:	محمد نعیم علی قادری، محمد زمان قادری
کمپوزنگ	:	محمد طیب
اشاعت اوّل	:	یکم اگست 2010ء
اشاعت دوم	:	نومبر 2010ء
تعداد	:	1000
صفحات	:	160
ہدیہ	:	140 روپے

ملنے کا پتہ

آستانہ عالیہ قادریہ قاسمیہ

ڈھوڈا شریف گجرات فون: 0302-6231133

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یَا شَفِیْعَ الْوَرٰی سَلَامٌ عَلَیْك

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا

یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ ﷺ اِسْمَعْ قَالَنَا

اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ ھَمٍّ مُّغْرَقٌ

خُذْ یَدِیْ سَھِّلْ لَّنَا اَشْکَالَنَا

تَقَبَّلْنِیْ وَلَا تَرْدُدْ سُوَالِیْ

اَغِثْنِیْ سَیِّدِیْ اُنْظُرْ بِحَالِیْ

نذرانہ عقیدت

اس کتاب کو میں اپنے پیر و مرشد پیر طریقت رہبر شریعت
منبع علم و حکمت پیکرِ خلوص و محبت
آستانہ عالیہ کی بہار، شیخ المشائخ، شمس العارفین
حضرت علامہ الحافظ الحاج **پیر حیدر شاہ قادری** مدظلہ العالی
زیب سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ قاسمیہ
ڈھوڈا شریف گجرات

......سرپرست اعلیٰ......
مرکزی دار العلوم جامعہ قادریہ قاسمیہ ڈھوڈا شریف
گجرات پاکستان
کی بارگاہ میں نذرانۂ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں
گر قبول زہے عز و شرف

خیر اندیش
صاحبزادہ محمد احمد قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

از...... علامہ حافظ محمد تنویر قادری وٹالوی آف وٹالہ (آزاد کشمیر)

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم والہ واصحابہ العظیم۔ اما بعد:

محبت یہ تقاضا کرتی ہے کہ محبوب کی ہر ادا پر عمل کیا جائے، محبوب کی ہر چاہت کو چاہا جائے۔ محبوب کے ہر حکم پر عمل کیا جائے۔ محبوب جس سے محبت کرتا ہے اس سے محبت کی جائے، جس سے بغض رکھتا ہے اس سے بغض رکھا جائے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اہل ایمان کی ساری محبتوں کا مرکز ومحور "ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء" ہے۔ اور یہ بات بھی لاریب ہے کہ آپ ﷺ کی محبت کے بغیر کسی انسان کا کامل مومن ہونا ناممکن ہے۔ چاہے لاکھ سجدے کرتا رہے، تلاوت قرآن کرتا رہے، ہر وقت ذکر وفکر میں مشغول رہے لیکن باوجود اس کے جب تک وہ مصطفیٰ کریم ﷺ سے ہر چیز سے بڑھ کر محبت نہ کرے اس وقت تک وہ کامل مومن نہیں ہو سکتا۔ بقول مولانا ظفر علی خان:

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی، باوجود اس کے میں مسلمان ہو نہیں سکتا
جب تک نہ کٹ مروں خواجہ بطحا (ﷺ) کی عزت پر، خدا شاہد کہ کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

آپ کے زیر مطالعہ کتاب "اسلامی ضابطہ حیات بزبان تاجدار کائنات ﷺ" محبوب کریم ﷺ کی پیاری پیاری اداؤں پر مشتمل عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے لیے ایک

عظیم تحفہ ہے۔ پھر کرم بالائے کرم یہ کہ اس عظیم تحفے کو عاشقان مصطفےٰ ﷺ تک پہنچانے والے بھی ایک عاشق مصطفےٰ ﷺ ہیں، اس سے میری مراد سالار قافلہ عاشقان، پیر طریقت رہبر شریعت، مبلغ اسلام حضرت علامہ صاحبزادہ پیر محمد احمد قادری مدظلہ العالی ہیں۔ آپ نے شب و روز کی محنت کے بعد یہ گلدستہ سجا کر عاشقان مصطفےٰ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ میں نے مختلف مقامات سے اس کتاب کا مطالعہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے قلبی تعلق کو اور مضبوط کیا۔ یہ کتاب یقیناً عوام و خواص کیلئے ایک راہنما ثابت ہوگی۔ ایک کتاب میں جتنی بھی خوبیاں ہونی چاہیں وہ سب اس کتاب میں پائی جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے محسن علامہ محمد طارق محمود مدظلہ صاحب کی حوصلہ افزائی کو نہیں بھول سکتا جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب و تدوین میں محنت کی۔ اس کتاب کو قارئین تک پہنچانے کیلئے ہماری علمی و روحانی تنظیم کے اراکین نے بھی بہت زیادہ کام کیا، چونکہ ہماری تنظیم کا بنیادی مقصد ہی خدمت دین ہے، اور الحمد للہ اس تنظیم کے پلیٹ فارم سے دین کے مختلف شعبوں میں خوش اسلوبی کے ساتھ کام ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے اور عوام و خواص کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین ﷺ

خیر اندیش

محمد تنویر قادری ونالوی

ڈائریکٹر: ادارہ قاسم المصنفین آستانہ عالیہ ڈھوڈا شریف ضلع گجرات پاکستان

0300-6182305   29 اکتوبر 2010ء جمعۃ المبارک

فہرست

حرفِ آغاز

تقاضہ محبت یہی ہے کہ محبوب کائنات ﷺ کی ہر ادا کو محبت سے اپنایا جائے انکی اک اک ادا پر دل فدا کیا جائے۔ جان قربان کی جائے عقیدت کے پھول اتباع سنت کی صورت میں نچھاور کیے جائیں جس طرح آپ ﷺ چلتے تھے اسی طرح چلا جائے جس طرح آپ ﷺ سلام لیتے تھے اسی طرح سلام کہا جائے جس طرح آپ ﷺ مصافحہ کرتے تھے اسی طرح مصافحہ کیا جائے۔ جس طرح آپ ﷺ گلے ملتے تھے اسی طرح گلے ملا جائے۔ جس طرح آپ ﷺ کھانا تناول فرماتے تھے اسی طرح کھانا کھایا جائے جس طرح آپ ﷺ پیتے تھے اسی طرح پیا جائے جس طرح آپ ﷺ سوتے تھے اسی طرح سویا جائے جیسا آپ ﷺ لباس پہنتے تھے ویسا ہی لباس پہنا جائے۔ جس طرح آپ ﷺ سفر میں جاتے اور پھر تشریف لاتے ویسے ہی سفر اختیار کیا جائے اور واپس آیا جائے جس طرح آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے اسی طرح نماز پڑھی جائے۔ رکوع وسجود قیام وقعود جسطرح حضور ﷺ اللہ کے حضور رات کو سجدہ میں جا کر گریہ وزاری کرتے تھے اسی طرح گریہ وزاری کی جائے۔ جس طرح حضور ﷺ نے حقوق العباد ادا کیے اسی طرح حقوق العباد ادا کیے جائیں گویا کہ زندگی کے ہر شعبے کو اسی طرح اپنایا جائے جس طرح حضور ﷺ نے اپنایا اسی طرح ہمارا کھانا پینا، سونا، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا سفر کرنا، روزی کمانا، لباس پہننا، خوشبو لگانا، تیل لگانا اور کنگھی کرنا۔ غرضیکہ ہر وہ کام جو بھی اتباع سنت کے طریقے پر کریں گے وہ نیکی بن جائے گا۔ گو پیٹ ہم

نے اپنی غرض کے لیے بھرا پانی اپنے جسم کی بقا کے لیے پیا، آرام اپنے سکھ کے لیے کیا، لباس اپنے جسم کو ڈھانپنے کے لیے پہنا، جوتا اپنے پاؤں کی حفاظت کے لیے استعمال کیا کسی کی مہمان نوازی اپنے تعلقات اور دوستی کی بنا پر کی مگر اللہ کے حضور میں وہ نیکیاں بن گئیں، کیونکہ صرف انہیں حضور ﷺ کی اتباع میں سرانجام دیا، اسلیے میرے دوست یاد رکھ! کہ جو کام حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوا کریں گے وہ اللہ کے ہاں قبول ہوگا اور روزِ قیامت کو اُسکا بہت اجر ملے گا۔ آپ کے پیش نظر کتاب ''اسلامی ضابطہ حیات'' میں حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک سنتوں کا بیان ہے۔

العرض
گدائے گل پیر سگ مدینہ
محمد طارق محمود قادری
فارغ التحصیل مرکزی دارالعلوم جامعہ قادریہ قاسمیہ
ڈھوڈا شریف، گجرات، پاکستان
0302-6231133, 0347-6301413

السلام علیکم کہنا

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

ترجمہ:۔ اور جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو (ان سے) السلام علیکم کہا کرو۔ خدا نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کر لیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی بری حرکت کر بیٹھے پھر اسکے بعد توبہ کرے اور نیکوکار ہو جائے تو وہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا (النساء:۸۶)

ترجمہ:۔ اور جب تم کو کوئی دعا دے تو (جواب میں) تم اس سے بہتر (کلمے) سے (اسے) دعا دو یا انہیں لفظوں سے دعا دو۔ بیشک خدا ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اور جب گھروں میں جایا کرو تو اپنے (گھر والوں) کو سلام کیا کرو (یہ) خدا کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے اسطرح خدا اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔ تاکہ تم سمجھو۔

واقف ناواقف کو سلام کہنا

ہر واقف اور ناواقف کو سلام کہنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے آپس میں محبت وخلوص خیر

خواہی اور وفاداری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں بڑے شہروں کے بعض بازاروں میں آنے جانے والوں کا بے پناہ ہجوم ہوتا ہے۔ وہاں ہر ایک کو سلام تو نہیں کہا جا سکتا۔ تو وہاں جس سے خرید و فروخت کرنی ہو اُسے ضرور سلام کہیں۔ عام راستے پر اگر کوئی چلتا ہوا مل جائے تو اسے سلام کہنا چاہیے کیونکہ ہر واقف اور ناواقف کو سلام کہنا سنت ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا اسلام کی کونسی عادت بہتر ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کھانا کھلانا اور واقف ناواقف کو سلام کرنا (بخاری شریف)

مصافحہ

مصافحے کا مطلب خلوص دل اور محبت سے ہاتھ ملانا ہے۔ حضور ﷺ خود بھی مصافحہ فرماتے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے اس لیے مصافحہ نبی اکرم ﷺ کی محبوب سنت ہے۔ کہ جب مسلمان بھائی آپس میں ملیں یا جدا ہوں تو وہ ہاتھ ملائیں۔ مصافحے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کیا جاتا ہے۔ اپنا دایاں ہاتھ دوسرے کے دائیں ہاتھ سے ہتھیلیوں کی جانب سے ملائیں۔ پھر خود اپنا بایاں ہاتھ دوسرے کے دائیں ہاتھ پر رکھ دیں۔ جسے آپ پہلے ملا چکے ہیں۔ ایسے ہی دوسرا اپنا بایاں ہاتھ آپ کے دائیں ہاتھ پر رکھ دے اس طرح دایاں دائیں سے مل گیا اور بایاں بائیں سے مل گیا آپ کا اور دوسرے

کا ایک ایک ہاتھ درمیان میں آگیا۔ حضور ﷺ کے مصافحے کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ جب ان سے مصافحہ کیا تو حضور ﷺ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں میں تھا یعنی ہر ایک کا ایک ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہوگا۔ بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ ہاتھ ملاتے وقت دوسرے کے انگوٹھے کو تھوڑا سا دبائیں کیونکہ انگوٹھے کے ساتھ ایک رگ ہوتی ہے۔ جسے پکڑنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔

مصافحہ سلام کا حصہ ہے

مصافحہ دراصل سلام کرنے کا ایک حصہ ہے کیونکہ اس سے اسلام وعلیکم کہنے یعنی سلام کرنے کی تکمیل ہوتی ہے اور مصافحہ سے محبت اور مسرت کا اظہار ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَمَامُ عِیَادَۃِ الْمَرِیْضِ اَنْ یَّضَعَ اَحَدُکُمْ یَدَہٗ عَلٰی جَبْھَتِہٖ اَوْ علی یَدِہٖ فَیَسْاَلُہٗ کَیْفَ ھُوَ وَتَمَامُ تَحِیَّتِکُمْ بَیْنَکُمُ الْمُصَافَحَۃُ۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مریض کی پوری عیادت یہ ہے۔ کہ تم اپنا ہاتھ مریض کی پیشانی یا ہاتھ پر رکھ کر اس سے اس کا حال پوچھو اور تمہارا آپس میں سلام کرنا مصافحہ سے مکمل ہوتا ہے (ترمذی شریف)

مرد مرد سے اور عورت عورت سے مصافحہ کرے

مصافحے کا اسلامی بنیادی اُصول یہ ہے کہ مرد دوسرے مرد سے ہاتھ ملائے اور عورت دوسری عورتوں سے ہاتھ ملائے مصافحے کیلئے مرد کا کسی عورت سے ہاتھ ملانا

جائز نہیں ایسے ہی کسی عورت کو مرد سے مصافحہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ مرد اور عورت کا آپس میں مصافحہ کرنا خلاف شرع ہے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک یونیورسٹی کی ایک طالبہ نے ایک طالب علم سے ہاتھ ملایا ایک صاحب دیکھ رہے تھے جن کے دل میں اسلام کی محبت اور عظمت تھی اُنھوں نے اس لڑکی کو اپنے پاس بُلا کر سمجھایا کہ بیٹی عورت کا مرد کے ساتھ مصافحہ کرنا خلاف شرع ہے اس لڑکی کے دل میں وہ بات اُتر گئی اسکے بعد اس نے اس عادت کو ترک کر دیا۔

مرد اور عورت کے مصافحہ کی رسم دراصل غیر مسلموں اور یہود و نصاریٰ کی ہے کیونکہ اُن کے معاشرے میں عورت اور مرد کے مصافحے کو کوئی برائی تصور نہیں کیا جاتا مگر اسلامی نقطۂ نظر سے اس سے برائی جنم لینے کے آثار پیدا ہوتے ہیں یعنی جب کوئی مرد کسی عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے گا تو اس کے دل میں شیطانی وسوسے پیدا ہو سکتے ہیں اس لیے اسلام نے مرد اور عورت کے مصافحے کو منع فرمایا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلہٖ وسلم اَلرَّجُلُ مِنَّا یَلْقٰی اَخَاہُ اَوْصَدِیْقَہٗ اَیَنْحَنِیْ لَہٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَیَلْتَزِمُہٗ وَیُقَبِّلُہٗ قَالَ لَا قَالَ فَیَاْخُذُ بِیَدِہٖ وَیُصَافِحُہٗ ؟ قَالَ نَعَمْ۔

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو نبی ﷺ سے دریافت کرتے سنا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کوئی جب اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا جھک جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اس نے عرض کیا تو کیا لپٹ جائے اور بوسہ لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اس نے عرض کیا کیا اسکا ہاتھ تھام لے اور مصافحہ کرے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں (جامع ترمذی)

مصافحہ سے گناہوں کی بخشش

مصافحہ کرنے سے دل پاک صاف ہو جاتا ہے اور گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
اس لیے اگر دل میں کسی کے خلاف تھوڑی کدورت ہو بھی تو مصافحہ کرتے وقت نکال دینی چاہیے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا۔

"حضرت براء بن جازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں تو ان دونوں کے جُدا ہونے سے پہلے اُنکو بخش دیا جاتا ہے۔" (ترمذی شریف)

معانقہ

معانقے کا مطلب گلے لگ کر ملنا ہے اسے بغل گیر ہونا بھی کہا جاتا ہے۔ معانقہ بھی حضور ﷺ کی سنت ہے اور یہ اظہار محبت کی نشانی ہے کیونکہ اکثر اہلِ خرد کا کہنا ہے کہ ہاتھ سے ہاتھ اور سینے سے سینہ مل جانے سے دل مل جاتا ہے جس سے ایک دوسرے کے لیے اخوت اور محبت پیدا ہوتی ہے لہٰذا اسلام اور مصافحے کے ساتھ معانقہ بھی درست ہے لیکن معانقہ ہر ملاقات کے بعد نہیں بلکہ خاص موقعوں کی ملاقاتوں کے بعد کرنا باعثِ برکت ہے جیسے نمازِ جمعہ کی ملاقات کے بعد یا عیدین کے بعد اور خاص کر جب بھی کوئی سفر سے آئے تو پھر لازماً معانقہ کرنا چاہیے ایسے ہی جب کوئی حاجی سفر پر روانہ ہو رہا ہو یا حج کر کے واپس آیا ہو تو اس سے معانقہ کرنا باعث خیر و برکت ہے۔

معانقے کا سنت طریقہ

معانقے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اپنے گلے اور چہرے کو دوسرے کے گلے کی دائیں جانب لگائیں اور اپنی چھاتی کو اس کی چھاتی کے ساتھ لگائیں اور ہاتھ آپس میں ایک دوسرے کی پشت پر رکھیں اور تھوڑا سا دبائیں۔ پھر چہرے کو ہٹا کر بائیں جانب لگائیں جس طرح پہلے لگایا تھا اور پشت پر بھی پہلے کی طرح ہاتھ رکھیں اور سینہ کو دبائیں۔ پھر اس طرف سے اپنے گلے کو ہٹا کر دائیں جانب دوبارہ لگائیں یعنی اس طرح تین مرتبہ گلے کے ساتھ گلا اور چھاتی کے ساتھ چھاتی لگائیں اور معانقہ کے وقت درود شریف پڑھیں اور ذکر الٰہی کریں۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ صرف ایک طرف گلے لگانے سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے۔

آدابِ گفتگو

قوت گفتار اللہ تعالیٰ کی انمول نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو عطا کر رکھی ہے اپنے مقصد اور ضرورت کو ظاہر کرنے کیلئے ہر شخص کو بات چیت سے تقریباً ہر وقت واسطہ رہتا ہے گفتگو انسانی شخصیت کا آئینہ ہے جس سے انسانی وقار اور شخصی حیثیت کا اظہار ہوتا ہے کسی شخص کی گفتگو جتنی معقول ہو اتنا ہی وہ دانشمند تصور کیا جاتا ہے اس لیے اچھا مسلمان وہ ہے جسکی گفتگو با مقصد اور بے ضرر ہو جو ضرورت کے تحت بولے کیونکہ ضرورت کے بغیر بولنا نقصان دہ ہے درمیانی لہجہ سے گفتگو کرے نہ زیادہ اُونچی نہ زیادہ پست حضور ﷺ کا ازراہ گفتگو بہت پیارا تھا آپ کی گفتگو میں اعتدال تھا الفاظ سادہ عام فہم اور واضح ہوتے جنھیں سننے والا آسانی سے سمجھ جاتا بعض اوقات کسی بات

کو دہرا بھی دیتے تا کہ کوئی بات سمجھے بغیر نہ رہ جائے اسلامی شریعت کی رُو سے آدابِ گفتگو مندرجہ ذیل ہیں۔

مہمان نوازی

حضرت بہاوالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مہمانوں کا احترام کرتے اور جو شخص یہ کہتا کہ حضرت میں آپ سے ملاقات کے لیے آیا ہوں تو آپ خادموں سے کہتے کہ اسکی خدمت کر کے اللہ کی رحمت کو لوٹ لو اور حضرت کے خادم جو لنگر خانے میں کھانے کیلئے ہوتا لا کر پیش کر دیتے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ وَفِیْ رِوَايَةٍ بَدَلَ الْجَارِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے۔ جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے ایک روایت میں ہمسائے کی جگہ ہے کہ جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

وَعَنْ شُرَيْحِ نِ الْكَعْبِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ جَائِزَتُہٗ یَوْمٌ وَّلَیْلَۃٌ وَالضِّیَافَۃُ ثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَھُوَ صَدَقَۃٌ وَّلَا یَحِلُّ لَہٗ اَنْ یَّثْوِیَ عِنْدَہٗ حَتّٰی یُحْرِجَہٗ۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن رات پُر تکلف دعوت ہے۔ تین دن ضیافت ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ صدقہ ہے اور کسی کیلئے جائز نہیں کہ دوسرے کے پاس اتنا ٹھہرے کہ وہ تنگ آجائے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْخَیْرُ اَسْرَعُ اِلَی الْبَیْتِ الَّذِیْ یُؤْکَلُ فِیْہِ مِنَ الشَّفْرَۃِ اِلٰی سَنَامِ الْبَعِیْرِ (ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس گھر میں کھانا کھلایا جائے بھلائی اسکی طرف کوہان کی طرف جانے والی چھری سے زیادہ تیزی کے ساتھ دوڑتی ہے۔

مہمان کو اپنی ذات پر ترجیح دینا

مہمان نوازی میں مہمان کو اپنی ذات پر ترجیح دینی چاہیے۔ کھانے پینے کی اشیاء اگر کم ہوں تو خود صبر کریں اور مہمان کو کھلا دیں اور وہ ایسے ایثار پر راضی ہوگا۔

ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور بولا حضور ﷺ! میں بھوک سے بیتاب ہوں آپ ﷺ نے اپنی کسی بیوی کے یہاں کہلا بھیجا کھانے کیلئے جو کچھ موجود ہو بھیج دو۔ جواب آیا اس خدا کی قسم جس نے آپکو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ یہاں تو پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے پھر آپ نے دوسری بیوی کے یہاں کہلا بھیجا وہاں سے بھی

یہی جواب آیا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ایک ایک کر کے سب بیویوں کے یہاں کہلوایا اور سب کے یہاں سے اسی طرح کا جواب آیا اب آپ ﷺ اپنے صحابیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آج رات کے لیے اس مہمان کو کون قبول کرتا ہے۔ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں قبول کرتا ہوں۔

انصاری مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور گھر جا کر بیوی کو بتایا۔ میرے ساتھ یہ یا رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں انکی خاطر داری کرو۔ بیوی نے کہا میرے پاس تو صرف بچوں کے لائق کھانا ہے۔ صحابی نے کہا بچوں کو کسی طرح بہلا کر سُلا دو اور جب مہمان کے سامنے کھانا رکھو تو کسی بہانے سے چراغ بجھا دینا اور کھانے پر مہمان کے ساتھ بیٹھ جانا تا کہ یہ محسوس ہو کہ ہم بھی کھانے میں شریک ہیں۔

اس طرح مہمان نے تو پیٹ بھر کر کھایا اور گھر والوں نے ساری رات فاقے سے گزاری۔ جب یہ صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دیکھتے ہی فرمایا۔ تم دونوں نے رات اپنے مہمان کے ساتھ جو حسن سلوک کیا وہ خدا کو بہت ہی پسند آیا: (بخاری، مسلم)

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَيْفِهٖ اِلٰى بَابِ الدَّارِ

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنت یہ ہے کہ آدمی اپنے مہمان کے ساتھ گھر کے دروازے تک جائے (ابن ماجہ)۔

سونے کے آداب

نبی اکرم ﷺ کے سونے کا طریقہ

حضور نبی اکرم ﷺ کا سونا نہ زیادہ تھا اور نہ کم تھا بلکہ اعتدال کا تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ عشاء کی نماز کے بعد وضو کی حالت میں ہی سونے کے لیے اپنے بستر مبارک پر تشریف لے جاتے اور بستر مبارک کو جھاڑ کر اسکے بعد جوتے اتار کر بستر مبارک پر لیٹتے اور اللہ کا ذکر کرتے۔ قرآن پاک کی چند سورتیں پڑھتے اور پھر محو خواب ہو جاتے۔ رات کو پچھلے پہر جاگتے تو وضو فرماتے اور نماز تہجد ادا کرتے۔ اسکے بعد اگر نیند آجاتی تو دوبارہ سو جاتے اور اگر نیند نہ آتی تو بیدار رہتے۔ صبح کی اذان ہوتی تو نماز صبح کی تیاری فرماتے بعض اوقات یوں بھی ہوتا تمام رات بیدار رہتے اور عبادت میں گزارتے رمضان المبارک میں رات کو اکثر شب بیداری فرماتے۔ حضور ﷺ کا اکثر معمول یہی تھا کہ زیادہ سوتے (ورنہ زیادہ جاگتے، عبادت کا حق بھی ادا کرتے اور جسم کا حق بھی، یعنی اسے آرام بھی پہنچاتے۔ حضور ﷺ کے سونے کا انداز یہ تھا کہ آپ چت نہ لیٹتے تھے۔ بلکہ دائیں رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ کر چہرہ مبارک ایک طرف کر کے پہلو کی جانب آرام فرماتے جب دل چاہتا کروٹ بدل لیتے۔ ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا

مَنْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ (بخاری شریف)

ترجمہ:۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ بستر پر تشریف لاتے تو دائیں پہلو پر آرام فرما ہوتے پھر یہ کلمات پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ یا اللہ میں نے اپنے آپکو تیرے حوالے کیا۔ اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا۔ اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا۔ رغبت اور خوف دونوں صورتوں میں (تیرا سہارا تیرے عذاب سے تیرے دامن رحمت میں ہی پناہ مل سکتی ہے میں تیری اتاری ہوئی کتاب اور تیرے بھیجے ہوئے رسول ﷺ پر ایمان لایا"

سونے سے پہلے بستر کو جھاڑنا

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَوٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ مَا خَلَفَهٗ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ۔ (بخاری شریف)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر آئے تو اسے چاہیے کہ بستر کو اپنے تہ بند کے اندرونی کونے کے ساتھ جھاڑے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اسکے بعد بستر پر کیا چیز آئی ہے پھر کہے اے میرے رب! میں نے تیرے نام سے اپنا پہلو بستر پر رکھا اور تیرے نام سے ہی اٹھاؤں گا۔ اگر تو میرے سانس کو روکے تو اس پر رحم فرما اور اگر اسے

چھوڑ دے تو اسکی اس چیز کے ساتھ حفاظت فرما جسکے ساتھ اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔(بخاری شریف)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ کُلَّ لَیْلَۃٍ جَمَعَ کَفَّیْہِ ثُمَّ نَفَثَ فِیْھِمَا قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ مَسَحَ بِھِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِہٖ یَبْدَاُ بِھِمَا عَلٰی رَاْسِہٖ وَوَجْھِہٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِہٖ یَفْعَلُ ذٰلِکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہر شب جب بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو جمع کر کے سورۃ اخلاص سورہ فلق اور والناس پڑھ کر ان میں پھونکتے پھر جس قدر ممکن ہوتا اپنے جسم اقدس پر پھیرتے۔ سر انور چہرہ اقدس اور جسم اطہر کے سامنے سے شروع فرماتے تین مرتبہ یہ عمل دہراتے۔(بخاری شریف)

سنت قیلولہ

دن کے وقت تھوڑی دیر کیلئے سونے کو قیلولہ کہا جاتا ہے اس سے جسم کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ عموماً دوپہر کے کھانے کے بعد گرمیوں کے موسم میں قیلولہ فرماتے اس لیے دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کرنا سنت ہے۔

ناخن تراشنے کا سنت طریقہ

ناخن قدرتی طور پر آہستہ آہستہ بڑھتے رہتے ہیں اسلام نے ان بڑھے ہوئے ناخنوں کو تراشنے کا حکم دیا ہے ناخن ہفتہ میں ایک بار ضرور تراشنے چاہیں۔ اگر ایسا نہ

کر سکیں تو پھر پندرہ دن میں ضرور تراشیں اور اسکی انتہائی مدت چالیس دن ہے۔

جمعہ کے دن ناخن تراشنا مستحب ہے ہاں اگر زیادہ بڑھ گئے ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کرے کہ ناخن بڑا ہونا اچھا نہیں کیونکہ ناخنوں کا بڑا ہونا تنگی رزق کا سبب ہے ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ جمعہ کے دن نماز کیلئے جانے سے پہلے مونچھیں کترواتے اور ناخن ترشواتے۔ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو جمعہ کے دن ناخن ترشوائے اللہ تعالی اسکو دوسرے جمعہ تک بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔اور تین دن زائد یعنی دس دن تک۔ایک اور حدیث میں ہے جو ہفتہ کے دن ناخن ترشوائے اس سے بیماری نکل جائے گی اور شفا داخل ہوگی اور جو اتوار کے دن ترشوائے فاقہ نکلے گا اور تونگری آئے گی اور جو پیر کے دن ترشوائے جنون جائے گا اور صحت آئے گی اور جو منگل کے دن ترشوائے مرض جائے گا اور شفا آئے گی اور جو بدھ کے دن ترشوائے جذام جائے اور عافیت آئے اور جو جمعہ کے دن ترشوائے رحمت آئے گی اور گناہ جائیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ پہلے داہنے ہاتھ کے ناخنوں کو اس طرح ترشوائے کہ سب سے پہلے چھنگلیا۔پھر بیچ والی۔پھر انگوٹھا۔پھر منجھلی پھر کلمہ کی انگلی اور بائیں ہاتھ میں پہلے انگوٹھا، پھر بیچ والی پھر چھنگلیا۔پھر کلمہ کی انگوٹھی پھر منجھلی یعنی داہنے ہاتھ اور ایک انگلی چھوڑ کر اور بعض میں دو چھوڑ کر کٹوائے۔ایک روایت میں آیا ہے کہ اسطرح کرنے سے کبھی آشوب چشم نہیں ہوگا۔ناخن تراشنے کی یہ ترتیب جو مذکور ہوتی۔اس میں کچھ پیچیدگی ہے۔خصوصاً عوام کو اس کی نگہداشت دشوار ہے لہذا ایک دوسرا طریقہ جو آسان ہے اور وہ بھی حضور اقدس ﷺ سے مروی کہ داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع کریں اور چھنگلیا پر ختم کریں۔پھر بائیں کی چھنگلیا سے شروع کر

کے انگوٹھے پر ختم کرے۔ اسکے بعد داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن ترشوائیں اس صورت میں داہنے ہی ہاتھ سے شروع ہوا اور داہنے پر ختم بھی ہوا۔

پاؤں کے ناخن ترشوانے میں کوئی ترتیب منقول نہیں۔ بہتر یہ ہے پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنے کی جو ترتیب ہے۔ اسی طرح سے ناخن ترشوائے یعنی داہنے پاؤں کی چھنگلیاں سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیاں پر ختم کرے (بہار شریعت)

دانت سے ناخن نہیں کاٹنا چاہیے کیونکہ یہ مکروہ ہے

عورتوں کے بال رکھنے کے آداب

عورتوں کے لیے بال رکھنے کا حکم ہے وہ انہیں کاہے بگاہے دھوئیں تیل لگائیں اور کنگھی کریں اور انہیں سنوار کر رکھیں۔ عورتوں کیلئے بال کٹوانا حرام ہے جو عورت ایسا کرے گی۔ وہ آخرت میں سزا پائے گی۔ نہ عورتوں کو مردوں کی طرح بال رکھنے چاہیے۔ عورت کیلئے صرف گت بنانا جائز ہے اسکے علاوہ جتنے بھی انداز ہیں وہ سب خلاف شریعت ہیں۔ اسکے متعلق حضور ﷺ کے ارشادات مندرجہ ذیل ہیں۔

وَعَنْ ابنِ عبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ ﷺ الْمُخَنَّثِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُیُوْتِکُمْ (بخاری شریف)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی وضع اختیار کرنیوالے مردوں اور مردوں کی طرح بننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ انہیں اپنے گھروں سے نکال دیا کرو۔

وَعَنْ عَلِيٍّ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْلِقُ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا (سنن النسائی)

ترجمہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے عورت کو سر منڈوانے سے منع فرمایا (سنن النسائی)

وَعَنْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ وَالْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ وَالنَّامِصَةِ وَالْمُتَنَمِّصَةِ (سنن النسائی)

ترجمہ:۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے بال گوندے اور گوندوانے، جوڑے اور جوڑوانے اور اکھیڑنے اور اکھیڑوانے سے منع فرمایا۔ (نسائی شریف)

سنتِ خوشبو و سرمہ

خوشبو لگانا نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے اچھے تاثرات پیدا کرتی ہے۔ اسلئے اس کے استعمال کو درست قرار دیا گیا ہے۔ حضور ﷺ خود خوشبو لگایا کرتے تھے۔ اسلئے ہمیں چاہیے کہ حضور ﷺ کے اتباع میں خوشبو لگایا کریں خوشبو لگانے کا کوئی وقت مقرر نہیں، جب چاہیں خوشبو لگائیں مگر ہر وقت خوشبو لگانے کی طرف متوجہ رہنا اچھا نہیں ایسی طرح عبادت اور حقوق العباد سے غفلت پیدا ہو سکتی ہے۔ لہٰذا موقعہ کے مطابق اسکو استعمال کرنا چاہیے۔

جمعہ کے دن نہا دھو کر خوشبو لگا کر مسجد میں جانا مستحب ہے۔ ایسے ہی تبدیل محفل ذکر ہو یا کوئی خاص دعوت کا اہتمام ہو تو وہاں خوشبو لگا کر جائیں۔ لباس تبدیل کرتے وقت بھی خوشبو لگانے میں کوئی حرج نہیں عورتوں کے لیے خوشبو لگانے میں پابندی یہ

ہے کہ وہ گھر میں خوشبو لگا سکتی ہے مگر خوشبو لگا کر مسجد میں نہ جائیں اور نہ وہ بازار وغیرہ میں جائیں۔ تاکہ فتنہ پیدا ہونے کے اسباب پیدا نہ ہوں احادیث کے مطابق خوشبو لگانے کے آداب کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

خوشبو کا استعمال

حضور ﷺ کا ہے بگا ہے خوشبو کا استعمال کیا کرتے تھے مگر بعض صوفیا کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کے جسم اطہر کو اللہ تعالیٰ نے معطر بنایا تھا۔ آپ ﷺ کے جسم میں قدرتی طور پر خوشبو رہتی تھی آپ ﷺ کے پسینہ مبارک سے خوشبو آتی تھی کیونکہ آپ جس راستے سے گزر جاتے وہاں خوشبو ہی خوشبو پھیل جاتی مگر آپ نے سنت قائم کرنے کیلئے خوشبو کو بھی استعمال کیا۔ ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک کپی تھی جس سے خوشبو لگایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

حضور ﷺ نے زیادہ تر مشک اور عنبر کی خوشبو کا استعمال کیا ہے لہٰذا مشک اور عنبر کی خوشبو کا استعمال کرنا مسنون ہے یہ خوشبوئیں قدرتی طور پر پیدا شدہ ہیں انھیں سونگھنے سے دماغ معطر اور تازہ ہوتا ہے اور دماغ کو فرحت اور تقویت پہنچتی ہے۔ اس کے متعلق بھی ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَطَيَّبُ قَالَ نَعَمْ بِذُكَارَةِ الطِّيْبِ الْمِسْكِ وَالْعَنْبَرِ۔

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے راوی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا، کیا حضور انور ﷺ خوشبو لگاتے تھے آپ نے بتایا ہاں آپ ﷺ مردانہ مشک اور عنبر کا عطر لگاتے تھے (نسائی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کو خوشبو لگانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کو خوشبو لگایا کرتی تھیں اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کا اپنے مرد کو خوشبو لگانا سنت ہے خوشبو چہرہ اور قمیص کو لگانا زیادہ بہتر ہے خاص کر داڑھی میں لگانا سنت ہے سر کے بالوں میں بھی خوشبو لگا سکتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ سر پر خوشبو لگایا کرتے تھے ایک حدیث مبارک ملاحظہ ہو۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ ﷺ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ حَتَّى أَجِدَ وَبِيْضَ الطِّيْبِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نبی کریم ﷺ کو بہترین خوشبو لگاتی جو میسر آجاتی یہاں تک کہ میں خوشبو کی چمک آپ ﷺ کے سر اقدس اور ریش مبارک میں پاتی (بخاری شریف)

خوشبو کا تحفہ لینے کی ترغیب

حضور ﷺ نے خوشبو کا تحفہ ہمیشہ قبول کیا اس لیے دوسروں کو تحفہ دینا خوشبو کا اور لینا سنت ہے تحفہ قبول کرنے سے دینوالے کی دلجوئی ہوتی ہے اس لیے خوشبو کے تحفے کو رد نہیں کرنا چاہیے لہٰذا حضور ﷺ کو بسا اوقات کوئی خوشبو پسند نہ ہوتی مگر وہ تحفہ میں مل جاتی تو آپ ﷺ اسمیں سے کچھ خوشبو انگلی پر لگا لیتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ نے

عورت اور خوشبو میں کشش رکھی ہے اور آنکھوں کی ٹھنڈک نماز اور روزے میں ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِطِيْبٍ لَمْ يَرُدَّهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب کوئی شخص سرور عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں خوشبو پیش کرتا تو آپ ﷺ اسکو واپس نہ لوٹاتے۔ (نسائی شریف)

سُرمہ لگانا

سُرمہ آنکھ کی خوبصورتی اور اضافہ نظر کا ذریعہ ہے سرمہ لگانا حضور ﷺ کی سنت ہے طاق بار لگانا زیادہ بہتر ہے کیونکہ حضور ﷺ طاق بار سُرمہ لگایا کرتے تھے نبی اکرم ﷺ سوتے وقت تین تین سلائیاں دائیں اور بائیں آنکھ میں سرمہ کی لگایا کرتے تھے لہٰذا ہر ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ سونے سے پہلے حضور ﷺ کی اُس سنت پر عمل کرے۔

وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِكْتَحِلُوْا بِالْاِثْمِدِ فَاِنَّهُ يَجْلُوا الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ زَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَتْ لَهٗ مُكْحَلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ ثَلٰثَةً فِيْ هٰذِهٖ وَثَلٰثَةً فِيْ هٰذِهٖ (ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اثمد کا سرمہ لگایا کرو کیونکہ وہ نگاہ کو تیز کر دیتا ہے اور بال اُگاتا ہے انکا گمان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سُرمہ دانی ہوتی جس سے رات میں روزانہ تین سلائی اس آنکھ میں اور تین دوسری آنکھ میں لگایا کرتے۔

سنت تیل اور کنگھی

سر میں تیل لگانا اور کنگھی کرنا بھی حضور ﷺ کی سنت ہے تیل لگانے کا ظاہری

فائدہ یہ ہے کہ تیل بالوں کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے اور ملائم رکھتا ہے طبی نقطۂ نظر سے اسکا فائدہ یہ ہے کہ اسکے استعمال سے بالوں کی جڑیں تر رہتی ہیں جس سے بال دیر سے سفید ہوتے ہیں جو لوگ اپنے سر میں تیل نہیں لگاتے یا کم لگاتے ہیں انکے بالوں میں وقت سے پہلے سفیدی آجاتی ہے تیل لگانے کا بہتر وقت تو صبح کا وقت ہے نہانے سے پہلے تیل لگائیں یا بعد میں تیل لگائیں اگر غسل نہ کیا ہو تو پھر منہ ہاتھ دھوتے وقت تیل لگائیں تیل روزانہ استعمال کریں یا ایک دن چھوڑ کر لگائیں سر میں لگانے کیلئے عام طور پر سرسوں کا تیل استعمال کیا جاتا ہے جو ہر لحاظ سے بہتر ہے اسکے علاوہ دوسرے تیل جو بالوں کے لیے بہتر ہوں وہ بھی استعمال کر سکتے ہیں حضور ﷺ خود روغن بنفشہ استعمال کیا کرتے تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ روغن بنفشہ کو تمام تیلوں میں ایسی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ مجھے تمام انسانوں میں ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ دُهْنَ رَأْسِهٖ وَتَسْرِيْحَ لِحْيَتِهٖ وَيُكْثِرُ الْقِنَاعَ كَاَنَّ ثَوْبَهٗ ثَوْبُ زَيَّاتٍ (شرح السنۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سر مبارک میں اکثر تیل لگاتے اور ریش مبارک میں کنگھی کرتے اکثر سر اقدس پر کپڑا رکھتے جو تیلی کے کپڑوں کی طرح معلوم ہوتا۔ بالوں میں کنگھی کرنا بھی حضور ﷺ کی سنت ہے کنگھی کرنے میں مانگ نکالنا بھی سنت ہے داڑھی میں کنگھی کرنا بھی سنت ہے عورتوں کو چاہیے کہ وہ روزانہ کنگھی کریں اور مردوں کو چاہیے کہ ایک دن چھوڑ کر کریں تا کہ زیادہ وقت زینت میں صرف نہ ہو البتہ بالوں کو صاف ستھرا رکھنے کیلئے روزانہ کنگھی کرنے

میں بھی کوئی حرج نہیں کنگھی کرتے وقت حضور ﷺ درمیان میں مانگ نکالا کرتے تھے اور اسی پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگان دین عمل پیرا ہوئے عورتوں کو بھی سر کے درمیان میں مانگ نکالنی چاہیے۔

آداب انگوٹھی وزیور

مردوں کیلئے صرف چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے جسکا وزن ایک مثقال سے کم ہو مثقال گرام کے برابر ہے مردوں کیلئے سونے کے زیورات کا استعمال ممنوع ہے کیونکہ مردوں نے محنت اور مشقت کا کام کرنا ہوتا ہے اس لیے ان کا اپنے آپ کو زیورات سے آراستہ کرنا خلاف شرع ہے کیونکہ ایسا کرنے سے کام میں خلل پڑے گا اس لیے مردوں کیلئے زیور کا استعمال منع کیا گیا ہے لہذا مردوں کیلئے سونے کی انگوٹھی پہننا بھی حرام ہے عورتوں کیلئے کسی حد تک زیور کا استعمال کرنا درست ہے مگر ایسا زیور جس سے جھنکار پیدا ہوتی ہو منع ہے ایسے ہی وہ زیور جو گھریلو کام کاج اور عبادت الٰہی میں رکاوٹ بنے اسکا استعمال بھی جائز نہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حبش کے بادشاہ نجاشی نے حضور ﷺ کو کچھ زیورات تحفے میں بھیجے ان میں ایک انگوٹھی سونے کی تھی جسمیں نگینہ لگا ہوا تھا حضور ﷺ نے اسے چھوا مگر اسکی طرف توجہ نہ کی اسکے بعد امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا جو آپ ﷺ کی نواسی بھی تھی کو بلوایا اور اسے وہ سب زیور دے دیے (ابوداؤد)

حضور ﷺ نے سونے کے زیورات کی بجائے چاندی کے زیورات استعمال کرنے کی ترغیب دی ہے انگوٹھی اور زیورات استعمال کرنے کے آداب مندرجہ ذیل ہیں۔

حضور ﷺ کی انگوٹھی

حضور نبی اکرم ﷺ چاندی کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے جس پر آپ ﷺ کا نام مبارک کندہ تھا اور آپ ﷺ اسے مہر کے طور پر استعمال فرماتے یعنی جب کسی کو خط لکھتے تو اس پر یہ مُہر ثبت کرتے حضور ﷺ کی اتباع میں انگوٹھی پر اپنا نام کندہ کروانا جائز ہے اگر انگوٹھی پر اللہ کا نام کندہ کروالیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

حضور ﷺ کی انگوٹھی کا نگینہ

حضور نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی کا نگینہ حبشی تھا یعنی حبشہ سے آیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ انگوٹھی میں پتھر کا نگینہ لگانا درست ہے اور جائز ہے اس لیے یاقوت، نیلم، زمرد اور عقیق وغیرہ کا نگینہ لگانا جائز ہے ان پتھروں کو قسمت خیال کرتے ہوئے ڈالا جائے قسمت کی کنجی اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لیے پتھر کے نگینہ کو تبدیلی قسمت کا ذریعہ خیال کرنا غلط ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِيْ يَمِيْنِهٖ فِيْهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهٗ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهٗ۔

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دائیں دست مبارک میں چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اسمیں حبشی نگینہ تھا اور نگینے کو اپنی ہتھیلی کی جانب رکھا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف)

ایک سے زائد انگوٹھیاں پہننا منع ہے

نبی اکرم ﷺ نے صرف ایک انگوٹھی پہنی ہے اسلیے ایک سے زائد انگوٹھیاں پہننا خلاف شرع ہے بعض لوگ اپنی فقیری کے اظہار کے لیے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں

انگوٹھیاں پہن لیتے ہیں تا کہ دوسروں کو پتہ چلے کہ یہ کوئی اللہ کا بندہ ہے ایسا کرنا خلاف شرع ہے صرف ایک انگوٹھی پہننا مسنون ہے۔ انگوٹھی میں نگینے کی جگہ پر اگر ٹھوس چاندی ہی لگ جائے تو وہ بھی سنت ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایسی بھی انگوٹھی استعمال کی ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ خَاتَمُہٗ مِنْ فِضَّۃٍ وَّکَانَ فَصُّہٗ مِنْہُ (بخاری شریف)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی انگشتری چاندی کی تھی اور اسکا نگینہ تھا۔ (بخاری شریف)

سونا مردوں پر حرام ہے

وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَخَذَ حَرِیْرًا فَجَعَلَہٗ فِیْ یَمِیْنِہٖ فَاَخَذَ ذَھَبًا فَجَعَلَہٗ فِیْ شِمَالِہٖ ثُمَّ قَالَ اِنَّ ھٰذَیْنِ حَرَامٌ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ (نسائی شریف)

ترجمہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ریشم کو اپنے داہنے دستِ مبارک میں لیا اور سونے کو اپنے بائیں دستِ اقدس اکرم میں لیا پھر فرمایا کہ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں (نسائی شریف)

چاندی کے علاوہ ہر دھات کی انگوٹھی حرام ہے

انگوٹھی صرف چاندی کی جائز ہے۔ اسکے علاوہ ہر قسم کی دھات یعنی تانبا، پیتل، لوہا، سٹیل، جست وغیرہ کی انگوٹھی حرام ہے۔ (نزھۃ القاری)

داڑھی کی شرعی حیثیت

داڑھی کا معنی:۔ اَللِّحْیَۃُ شَعْرُ الْخَدَّیْنِ وَالذَّقْنِ

(رخساروں اور ٹھوڈی کے بالوں کو لحیہ (داڑھی) کہتے ہیں (تاج العروس، جلد ۱۰، ص ۳۲۳)

داڑھی حضور ﷺ کی محبوب سنت ہے لہٰذا ہر مسلمان کے لیے داڑھی رکھنا سنت ہے داڑھی سابق انبیاء علیہ السلام کی بھی سنت ہے حضرت آدم علیہ السلام کو جب نیچے زمین پر اتارا گیا اور آپ توبہ کے سلسلے میں کچھ پشیمانی کی حالت میں پھر رہے تھے اس عرصہ کے دوران آپ کی داڑھی مبارک بڑھ گئی جو اللہ کو پسند آئی تو اس وقت سے لے کر نسلِ آدم کے لیے داڑھی کو بڑھانا محبوب قرار دے دیا گیا داڑھی رکھنے کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نقل کی ہے۔

کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مشرکوں کی مخالفت کرو یعنی داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو اور ایک روایت میں ہے کہ مونچھیں نیچی کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ (بخاری شریف)

سنت کے مطابق داڑھی کی مقدار

سنت کے مطابق داڑھی کی مقدار ایک مشت ہے اس سے زائد کو کٹوانا حضور ﷺ کی سنت ہے لہٰذا جب داڑھی ایک مشت ۔ سے زیادہ ہو جائے تو اسے مٹھی بھر چھوڑ کر باقی کاٹ دیں تا کہ حد سے زیادہ نہ بڑھ جائے۔

کتاب الآثار میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر مٹھی سے زائد کو کاٹ دیا کرتے تھے سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا عمل اس حدیث پر ہے اور امام اعظم بھی یہی فرماتے ہیں۔

داڑھی منڈوانا خلاف سنت ہے

داڑھی منڈوانا خلاف سنت ہے اور علماء نے اسے مُثلہ (یعنی چہرہ بگاڑنا) کے احکام میں شامل کر کے داڑھی مونڈنے اور منڈوانے کو ناجائز قرار دیا ہے فقہ میں چہرہ

بگاڑنے کو مثلہ کہتے ہیں یہ دو طرح کا ہے۔

ایک تو اپنا چہرہ خود بگاڑنا اور دوسرا جہاد یا لڑائی وغیرہ میں کسی دوسرے کا چہرہ بگاڑنا ہے اہل فقہ نے داڑھی منڈوانے یا سنت سے چھوٹی رکھنے کو مثلہ قرار دیا ہے۔ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ عورتوں کا سر کے بال کتروانا اور مردوں کا داڑھی منڈوانا مثلہ ہے۔

داڑھی منڈوانے کی رسم سب سے پہلے قوم لوط میں آئی قرآن شاہد ہے کہ قوم لوط نوخیز لڑکوں کے ساتھ بد فعلی بدکاری کیا کرتے تھے جن کی داڑھی نہیں نکلی ہوتی تھی مگر جب امردوں یعنی خوبصورت لڑکوں کی داڑھیاں نکل آتی تھیں تو وہ امرد ہی رہنے کی غرض سے داڑھیاں منڈوانے لگے اسطرح یہ داڑھی منڈوانے کا رواج پڑ گیا اللہ تعالی نے پھر قوم لوط پر ان برائیوں کی وجہ سے عذاب نازل کیا دردناک عذاب

داڑھی کے متعلق مکروہ اعمال کی مذمت

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ داڑھی کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں مکروہ ہیں۔

اول سیاہ خضاب کا لگانا کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ یہ دوزخیوں اور کافروں کا خضاب ہے اور سب سے پہلے جس شخص نے اسے لگایا وہ فرعون تھا اور ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک قوم ایسی ہوگی کہ سیاہ خضاب کا استعمال کرے گی اور ان لوگوں کو بہشت کی خشبو تک نہ نصیب ہوگی اسی طرح حدیث ہے کہ بدترین بوڑھے وہ ہیں جو اپنے آپ کو جوان بنانا چاہتے ہیں۔

دوسری چیز سرخ اور زرد خضاب ہے اور اسکا استعمال اگر غازی کریں تاکہ کافران کو بوڑھے سمجھ کر دلیر نہ ہو بیٹھیں اور انہیں کمزوری اور بڑھاپے کی گھڑی ہی نہ سمجھ

بنیں تو یہ سنت ہے اسی طرح بعض علما نے سیاہ خضاب بھی استعمال کیا ہے لیکن اگر غرض یہ نہ ہو جو بیان کی گئی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ داڑھی کو گندھک سے سفید کر لیا جائے تا کہ لوگ سمجھیں کہ یہ بوڑھا ہے اور یوں اس کی تعظیم احترام میں اضافہ ہو جائے تو یہ فقط حماقت ہے کیونکہ احترام و تعظیم، علم و عقل سے ہوتی ہے نہ کہ بڑھاپے سے۔

امام مسلم علیہ الرحمۃ نے روایت کی ہے کہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مونچھوں کو بہت کم کرو اور داڑھی کو چھوڑ دو (ترمذی، نسائی، طبرانی)

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں

عبید اللہ ابن عتبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مجوسی آیا اس حال میں کہ اس نے داڑھی منڈوائی ہوئی تھی اور مونچھیں لمبی کی ہوئی تھیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے اس نے کہا یہ ہمارا دین ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے دین میں یہ ہے کہ مونچھیں کم کروائیں اور داڑھی بڑھائیں۔

ابوزرعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی کو پکڑتے اپنی مٹھی میں اور مٹھی سے زائد کاٹ دیتے (بخاری)

داڑھی کی مقدار میں فقہاء شوافع کا نظریہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ شافعی فرماتے ہیں لمبی داڑھی میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ قبضہ یعنی ایک مشت سے زائد داڑھی کا حرج کوئی نہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور تابعین کی ایک جماعت نے کہا ہے۔

کہ امام شعبی نے اسکو مستحسن کہا ہے۔

حسن اور قتادہ نے اسکو مکروہ کہا ہے انہوں نے کہا کہ داڑھی چھوڑ دینا مستحب ہے۔

داڑھی کی مقدار میں فقہاءِ احناف کا نظریہ

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں۔

علامہ کاکی نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک داڑھی کا طول ایک قبضہ کی مقدار ہے

اور اس سے زائد کا کاٹنا واجب ہے۔

اور امام ترمذی نے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ داڑھی کو طول وعرض سے کاٹ

کر کم کرتے تھے امام قاضی عیاض مالکی رضی اللہ عنہ اور امام ابوزکریا نووی شرح صحیح

مسلم میں فرماتے ہیں۔

حضرت محمد ﷺ حضرت عبداللہ ابن عمر حضرت ابو ہریرہ وغیرہ صحابہ وتابعین رضی

اللہ عنہم کے افعال اقوال اور ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام محمد کی تصریح

سے اس کی حد ایک مشت ہے۔

داڑھی کی چند دنیاوی فضیلتیں

لوگوں کی نظر میں داڑھی والے کی عزت ہو جاتی ہے۔

اسکو باوقار شخصیت سمجھا جاتا ہے۔

جماعت وغیرہ میں اس کو آگے کیا جاتا ہے۔

مجلسوں میں اسکی تعظیم کی خاطر اسکو اونچی اور نمایاں جگہ پر بٹھایا جاتا ہے۔

اس میں اسکی عزت کی بھی حفاظت ہے۔ کیونکہ جب کوئی فحش کلامی پر آتا ہے اس کی داڑھی دیکھ کر اسکو شرم آتی ہے۔ اسطرح اسکی عزت بچ جاتی ہے۔

سو شہیدوں کا ثواب

حضور اکرم ﷺ کے ایک ارشاد پاک کا مفہوم ہے کہ جس نے فتنہ وفساد کے دور میں میری سنت کو زندہ کیا اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ پھر شہدا کی وضاحت کرتے ہوئے ایک اور مقام پر فرمایا: (مشکوۃ شریف جلد اول صفحہ 58)

شہدا بھی عام نہیں۔

یہ تمام انبیاء کی سنت تمام صحابہ کی سنت تمام اولیا کی سنت، تمام شہدا کی سنت ہے۔

داڑھی کی فضیلت

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے چہرے پر صرف دو بال تھے وہ صحابی حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ ان کو دیکھ کر مسکرائے اور اکثر ایسا ہی ہوتا تھا ایک دن صحابی نے سوچا اللہ کے رسول ﷺ کو میرے یہ داڑھی کے بال اچھے نہیں لگتے جسکی وجہ سے آپ مجھے دیکھ کر مسکراتے ہیں صحابی نے وہ دو بال کٹوا دیئے اور پھر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے صحابی کی طرف دیکھا تو دیکھ کر چہرہ مبارک پھیر لیا صحابی بڑا حیران ہوئے کہ پہلے تو اللہ کے رسول ﷺ مجھے دیکھ کر مسکراتے تھے لیکن آج مجھے دیکھ کر رخ مبارک کو پھیر لیا ہے صحابی قریب گئے پھر آپ ﷺ نے رخ مبارک پھیر لیا تیسری بار جب صحابی سے رہا نہ گیا تو رو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وجہ ہے پہلے تو آپ میرے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے

لیکن آج کیا وجہ ہے مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے آپ ﷺ میری طرف دیکھ نہیں رہے آپ نے فرمایا تیری داڑھی کے وہ بال کہاں گئے صحابی نے عرض کیا آپ ﷺ انکو دیکھ کر مسکراتے تھے میں نے سوچا آپ ﷺ کو اچھے نہ لگتے ہوں اسلیے میں نے کٹوا دیئے تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ایسی بات نہیں بلکہ میں تو اسلیے مسکراتا تھا کہ تیرے ان دو بالوں کے ساتھ فرشتے جھولا لیا کرتے تھے اگر دو بالوں کو کٹوانے سے آپ رخ مبارک کو پھیرتے تو سارے چہرے کے بالوں کو کٹانے کا عالم کیا ہوگا۔

داڑھی کے متعلق شیخ الاسلام امام احمد رضا خان محدث بریلوی کا فرمان

حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ نے اپنی مقدس تصنیف لمعۃ الضحی فی اعفاء اللحی ۱۳۱۵ھ کے آخر میں داڑھی کترانے اور داڑھی منڈوانے والوں کے حق میں ان سزاؤں اور مذمتوں کا ایک نقشہ دیا ہے جو آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ اور اقوال آئمہ سے ثابت ہیں اور جن کی تعداد تیس تک جا پہنچی ہے دنیا میں طرح طرح کے لوگ ہیں بعض حضرات اس قدر ڈھیٹ ہوتے ہیں کہ جب تک انکو سزا نہ سنا دی جائے اس وقت تک وہ جرم وگناہ سے توبہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ایسے لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے ہم اسی نقشہ سے چند سزاؤں اور مذمتوں کو ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

1۔ داڑھی منڈے اور داڑھی کترانے والے اللہ ورسول کے نافرمان ہیں (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

2۔ شیطان کے محکوم (وغلام) ہیں۔

3۔ سخت احمق ہیں۔

4۔ اللہ تعالیٰ ان سے بیزار ہے۔

5۔ رسول اللہ ﷺ کو ایسی صورت وشکل دیکھنے سے کراہت آتی ہے۔

6۔ یہودی صورت ہیں۔

7۔ مجوس کے پیرو ہیں۔

8۔ رسول اللہ ﷺ کے گروہ سے نہیں

9۔ واجب التعزیر ہیں۔

10۔ شہر بدر کرنے کے قابل ہیں۔

11۔ زنانے مخنث ہیں۔

12۔ مردود شہادت ہیں یعنی انکی گواہی رد کردی جائیگی۔

13۔ پورے اسلام میں داخل نہ ہوئے۔

14۔ اللہ عزوجل کے سخت دشمن ہیں۔

15۔ قیامت کے دن انکی صورتیں بگاڑ دی جائیں گی۔

16۔ اللہ ورسول ﷺ کے ملعون ہیں۔

17۔ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں اللہ تعالیٰ ملائکہ اور بشر سب کی ان پر لعنت ہے۔

18۔ اللہ تعالیٰ ان پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

19۔ وہ بہشت میں نہ جائیں گے۔

20۔ اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں ڈالے گا۔

مسلمانو! ان سزاؤں اور مذمتوں کو پڑھ کر عبرت حاصل کرو اور داڑھی منڈوانے اور کتروانے سے بچی توبہ کرلو۔

تَنْبِیہ

جس طرح داڑھی مونڈنا حرام ہے۔ یونہی داڑھی کی حدِ شرع ایک مشت ہے جو اس سے کم کتراتا ہو اس کے پیچھے بھی نماز ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے۔ یعنی اُس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ اور جو پڑھ لی اسکو دوبارہ ادا کرنا واجب ہے۔

عمامہ شریف

مردانہ حسن کا آئینہ دار، جس میں جمال بھی ہے اور جلال بھی ہے وہ ہے عمامہ شریف جسے امت مسلمہ کی غالب اکثریت نے بڑی بے دردی سے ترک کر دیا ہے کبھی علماء کرام کے سروں پر دستار وقار اسلامی تشخص کا طرہ امتیاز تھی، مشائخ عظام اور اسلامی بادشاہوں کے سر دستار فضیلت سے بلند نظر آتے تھے۔ مگر آج مغربی تہذیب کی یلغار نے مسلمانوں کے سر ننگے کر دیئے۔

سید عالم ﷺ نے فرمایا عمامہ باندھنا اختیار کرو یہ فرشتوں کا نشاں ہے اور اس کا شملہ پیٹھ کے پیچھے لٹکا لو (بیہقی شریف)

معلم کائنات ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان یہ فرق ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ جس کسی کو علاقہ کا حاکم مقرر فرماتے اسکی دستار بندی کرتے تھے اور ایک شملہ دائیں طرف کے کان سے نیچے لٹک رہا ہوتا تھا۔ (طبرانی شریف)

پچیس نمازوں کے برابر ثواب

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک دن اپنے والد

گرامی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو عمامہ شریف باندھتے دیکھا آپ نے پوچھا کیا تم عمامہ باندھنے کو پسند کرتے ہو میں نے عرض کیا کیوں نہیں آپ نے فرمایا اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور شیطان تمہیں عمامہ میں دیکھ کر بھاگ جائے گا فرمایا میں نے اپنے آقا کریم ﷺ سے سنا ہے کے عمامہ کے ساتھ ایک نماز نفل ہو یا فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور پھر فرمایا اے لخت جگر عمامہ باندھا کرو کیونکہ روز جمعہ ملائکہ عمامہ باندھ کر آتے ہیں اور غروب آفتاب تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے ہیں۔

ستر رکعتوں کا ثواب

آقا ﷺ نے فرمایا عمامہ کے ساتھ دو رکعت بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہے۔ (مسند الفردوس)

عمامہ حلم و وقار میں اضافہ کا باعث

رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا، عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا عمامہ باندھو وقار بڑھے گا اور عمامے عرب کا تاج ہیں۔ (طبرانی، بیہقی)

عمامہ اہل ایمان کا تاج ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجدوں میں حاضر ہو کر ننگے سر نہ رہو عمامہ باندھو کیونکہ عمامے مسلمانوں کا تاج ہیں۔ (الکامل لابن عدی)

عمامہ دینِ حق کی نشانی

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں گے۔ (سنت عمامہ، ص 6)

سفید عمامہ

تنویر الابصار میں ہے کہ آقا ﷺ نے اکثر سفید عمامہ شریف سرانور پر سجانا پسند فرمایا:۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بدر کے دن ملائکہ کی نشانی سفید عمامہ تھی۔

شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ کا اکثر عمامہ سفید کبھی سیاہ اور کبھی سبز رنگ کا ہوتا تھا۔

(ضیاالقلوب فی الباس المحبوب ﷺ)

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام جنگ بدر و حنین میں پانچ پانچ سو فرشتوں کی فوج انسانی شکل میں اپنے ساتھ لائے۔ اس انداز میں کے ان کے جسموں پر سفید لباس تھے اور سروں پر سفید عمامے تھے اور جنگ حنین میں ان کے عمامے سبز تھے (مدارج النبوۃ)

سنت عمامہ کا انکار باعث تباہی

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کے مسلمانوں کے عمامے قصداً اتروا دینا اور اسے عمامہ کو ثواب نہ جاننا قریب ہے کہ ضروریات دین سے انکار اور سنت قطعیہ مواترہ کے استخفاف کی حد تک جا پہنچے۔ ایسے شخص پر فرض ہے کہ اپنی ان حرکات سے توبہ کرلے اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت کے ساتھ تجدید نکاح کرے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ثالث)

سید زین العابدین کا فرمودۂ گرامی

اگر کوئی عمامہ شریف کی سنت کا انکار کرے تو وہ کافر ہے اس لیے کہ عمامہ شریف کی سنت کا استخفار اور استحقار کفر ہے۔ (ردالمحتار، نہر الفائق)

عمامہ باندھنا سنت ہے کیونکہ حضور ﷺ خود عمامہ شریف باندھا کرتے تھے اور بزرگان دین نے بھی اس عمل کی اتباع کی ہے۔ حضور ﷺ ٹوپی پر عمامہ باندھا کرتے تھے کیونکہ سر کا تیل وغیرہ اسے لگ جاتا ہے اور عمامہ صاف ستھرا رہتا ہے۔ عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا افضل ہے۔ حضور ﷺ کے عمامے کی لمبائی کبھی چھ سات ہاتھ ہوتی اور کبھی بارہ ہاتھ ہوتی امام نووی نے کہا ہے کہ حضور ﷺ کے دو عمامے تھے۔ ایک کی مقدار چھ سات ہاتھ اور دوسرا بارہ ہاتھ لمبا تھا۔

عمامہ شریف کے طبی فوائد

1۔ فزیالوجی کی تحقیق اور ریسرچ کے مطابق جب حرام مغز محفوظ رہے گا تو جسم کا اعصابی اور عضلاتی نظام درست اور منظم رہے گا اور ایسا عمامے کے شملے میں ممکن ہے۔

2۔ عمامے کا شملہ نچلے دھڑ کے فالج سے بچاتا ہے کیونکہ عمامے کا شملہ حرام مغز کو سردی گرمی اور موسمی تغیرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس لیے ایسے آدمیوں کو سرسام کے خطرات بہت کم رہتے ہیں۔

3۔ عمامے کا شملہ ریڑھ کے ورم سے بھی بچاتا ہے۔

4۔ سردرد کے لیے عمامہ شریف بہت مفید ہے جو عمامہ باندھے گا اسے سردرد کا خطرہ بہت کم ہو جائے گا۔

5۔ عمامہ شریف سے دائمی نزلہ نہیں ہوتا اگر ہو بھی جائے تو بہت کم اثر ہوتا ہے۔

6۔ جو شخص عمامہ باندھے گا وہ لو لگنے سے بچ جائے گا۔

7۔ جمالیاتی نقطہ نظر سے بھی عمامہ چہرے کو بارعب اور پرکشش بنا دیتا ہے۔

8۔ مشہور روسی ماہر نے بالوں کے گرنے کے متعلق لکھا ہے کہ پگڑی ٹوپی کے بغیر چلنا بالوں کے لیے نقصان دہ ہے۔

کھانا کھانا فرض واجب اور کب سنت ہے

فرض:۔ بھوک کی وجہ سے جان کے خطرہ پر اتنا کھانا کہ جان بچ سکے تو کھانا فرض ہے خواہ حلال دستیاب نہ ہونے پر حرام شے بھی ہو جیسے شراب مردار سڑا گوشت حرام جانور چوری کرے کھانا وغیرہ البتہ چوری کا تاوان دینا پڑے گا حد نہیں لگے گی یعنی ہاتھ نہ کٹے گا یاد رہے یہ رعایت اسی وجہ سے ہے کہ ہلاکت سے بچنا فرض ہے اللہ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے مسلمانوں کو ایسی تنگدستی قحط وغیرہ سے محفوظ فرمائے۔

واجب:۔ نماز روزہ میں حج ادائیگی بھوک کی وجہ سے نہ ہونے پر حلال شے کھانا واجب ہے۔ (روزہ کے لیے سحری کھانا)

سنت:۔ دینی یا دنیاوی مشاغل ذریعہ معاشی جحت کی خاطر تہائی پیٹ کھانا سنت ہے اور یہ کہ کھانا کھانے کی ہر سنت کی ادائیگی پر مزید ثواب بھی۔

مسئلہ:۔ کھانا کھانے والے کو یہ نیت کرنی چاہیے کہ اسلیے کھاتا ہوں کہ عبادت کرنے کی قوت پیدا ہو اور اس نیت سے کھانا بھی ایک قسم کی عبادت ہے۔ حدیث پاک میں کثرت خودی کفار کی صفت بیان کی گئی ہے۔

کھانا کھانے کی سنتیں و آداب

(1) کھانا کھانے کے ارادے سے ہاتھوں کا دھونا (2) کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر نہ پونچھنا (3) دعوت میں کھانے سے قبل جوانوں کے ہاتھ پہلے دھلانا

(4) کھانے کے بعد بوڑھوں کے ہاتھ پہلے دھلانا (5) کھانے کے وقت بائیں پاؤں کو بچھا کر اور داہنا گھٹنا کھڑا کر کے یا سرین پر چار زانو بیٹھے یا دونوں گھٹنے کھڑے رکھیں (6) روٹی پر کوئی چیز یعنی نمک دانی چٹنی کی پیالی یا سالن کی پلیٹ نہ رکھنا (7) کھانے سے پہلے یہ دعا پڑھنا بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (8) اگر کھانے میں چند اشخاص شامل ہوں تو دعا بلند آواز سے کہنا تاکہ بھولے اشخاص بھی پڑھ لیں اگر بسم اللہ شروع میں بھول جائیں تو یاد آنے پر بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ پڑھیں (9) کھانا داہنے ہاتھ کی تین انگلیوں مع انگوٹھے کے سے کھانا (10) کھانے کی ابتدا نمکین شے کے ساتھ کرنا (11) ہاتھ یا چھری کو روٹی سے نہ پونچھنا (12) اگر سالن سے پہلے روٹی آجائے تو بغیر کسی انتظار کے روٹی کھانا شروع کرنا (13) کھانے کو نہ پھونکنا (14) گرم کھانا نہ کھانا (15) کھانا کھاتے وقت باتیں نہ کرنا مجوسیوں کی علامت ہے البتہ بے ہودہ باتیں نہ کرنا (16) ہاتھ سے گرے لقمہ کو اٹھا کر کھانا زمین سے اٹھا کر جھاڑ کر کھانا اور دسترخوان سے اٹھا کر بغیر جھاڑے کھالینا (17) کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا (18) کھانے کے بعد برتن کو انگلیوں سے چاٹنا (19) کھانے کی انتہا (اختتام) نمک سے کرنا (20) کھانے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھنا تنہا شخص آہستہ پڑھے اور اگر چند اشخاص ہوں تو فارغ ہونے کے بعد بلند آواز سے پڑھیں تاکہ دوسرے بھی شکر خدا میں شریک ہو جائیں۔

دعا:۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ؀

آداب:۔ ننگے سر نہ کھانا تین انگلیوں سے کھانا۔ لقمے چھوٹے چھوٹے چبا کر

کھانا، کھاتے وقت حاضرین کے چہروں کو نہ تکنا، کھانے کے دوران موت کا ذکر نہ کرنا ورنہ دوسرے مہمانوں پر اسکا اثر ہوگا اور وہ بھوکے اٹھ جائیں گے۔ دعوت وغیرہ میں ابتداء کرنے کا حق بزرگوں کو دینا یہ حسین ادب تعظیم اور سنت صحابہ بھی ہے۔

خلاف ادب:۔ پاؤں پھیلا کر کھانا۔ لیٹ کر کھانا۔ اِدھر اُدھر دیکھنا۔ کھاتے ہوؤں کو دیکھنا۔ ان کے کھانے پر نظر جمانا۔ ننگے سر کھانا۔ پانچوں انگلیوں سے کھانا۔ بڑے لقمے کھانا۔ جلدی جلدی کھانا دعوت میں بزرگوں سے پہلے شروع کرنا دروازے پر بیٹھ کر کھانا۔

کھانے کے مکروہات:۔ بائیں ہاتھ کو زمین پر ٹیک کر کھانا۔ تکیہ وغیرہ پر ٹیک لگا کر کھانا۔ کرسی وغیرہ پر پیر لٹکا کر کھانا۔ گرم کھانے کو پھونکنا۔ کھانے کو برا کہنا۔ پلیٹ وغیرہ روٹی پر رکھنا۔ راستے یا بازار میں کھانا۔ بغیر مجبوری چلتے ہوئے کھانا۔ کھاتے ہوئے باتیں نہ کرنا۔ بھوک اور جھوٹ کو ملانا۔ کھانا کھا کر بغیر دھوئے یا دھو کر ہاتھوں اور منہ کو دامن آستین دوپٹہ یا بغیر اجازت میزبان کے دسترخوان وغیرہ سے پونچھنا یا صاف کرنے پر سنت کا ترک کرنا بھوک سے پہلے کھانا کھانا۔

خبردار:۔ اوجھڑی اور کپورے مت کھایئے۔

اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ تحریمی کا ارتکاب ناجائز اور گناہ ہے دُرمختار میں ہے ہر مکروہ تحریمی استحقاق جہنم کا سبب ہونے میں حرام کے مثل ہے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے اپنے فتاویٰ میں دلائل سے ثابت فرمایا کہ اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا مکروہ تحریمی ہے یعنی قریب حرام ہے خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں سات چیزوں کی ممانعت وارد ہے۔ نر اور مادہ کی

شرمگاہیں کپورے۔ غدود۔ مثانہ۔ پتہ اور خون۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خون حرام ہے اور باقی مکروہ تحریمی ہیں۔

سنت:۔ گھر کے افراد کا مل کر ایک ساتھ کھانا

حدیث:۔ ابن ماجہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اکٹھے ہو کر کھاؤ الگ الگ نہ کھاؤ کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔

ایک اور جگہ ابو داؤد و ابن ماجہ و حبان وحشی بن حرب سے روایت ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے فرمایا اکٹھے ہو کر کھاتے ہو یا الگ الگ عرض کی الگ الگ فرمایا جمع ہو کر کھاؤ اور اللہ کا نام لو۔ تمہارے لیے اسی میں برکت رکھی جائیگی۔

حرام چیزیں

جو مچھلی بغیر مارے اپنے آپ مر کر پانی کی سطح پر الٹ گئی اسکا کھانا حرام ہے۔ مچھلی کے سوا دریا سمندر کے تمام جانور کھانا حرام ہے۔

دانتوں یا زبان کی جڑ کو دماغ یا دیگر اعصاب کو نقصان پہنچانے والی نسوار یا ناس کا کھانا یا سونگھنا مکروہ تحریمی یعنی قریب حرام ہے۔

شراب بنانے کی اجرت کے عوض یعنی تبادلہ سے حاصل کردہ شے کھانا پینا حرام ہے۔

شراب کی فروخت کی رقم سے کوئی چیز خرید کر کھانا پینا حرام ہے۔

سودی اضافی رقم کے عوض کوئی چیز لیکر کر کھانا پینا حرام ہے۔

چوری کر کے کھانا پینا حرام ہے۔

چوری سے حاصل کردہ رقم کے عوض شے کھانا پینا حرام ہے۔

ڈاکہ یا زبردستی چھینی دولت کے عوض کوئی چیز کھانا پینا حرام ہے۔
جوئے کی حاصل کردہ رقم کے عوض کسی چیز کا کھانا پینا حرام ہے۔
شرط کی جیتی رقم کے عوض شے کھانا پینا حرام ہے۔
جھوٹ بول کر حاصل کردہ رقم کے بدلے کسی شے کا کھانا حرام ہے۔
ایسی کتاب لکھنی چھاپنی یا فروخت کرنی جس سے اسلام کو کمزوری اور مسلمان کو گمراہ بے دین مُرتد بننے میں مددگار ثابت ہو اس کی رقم سے کھانا پینا حرام ہے مرتد یعنی وہ اسلام کا دعویدار جو اپنے باطل عقائد کی وجہ سے مسلمان نہ رہا ہو مثلاً گستاخ رسول یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو انبیاء کرام سابقین سے افضل جاننے والا اس کا ذبح کردہ جانور کا گوشت کھانا حرام ہے یعنی شیعہ حضرات کا کھانا کھانا حرام ہے۔

سنت مسواک

مسواک حضور ﷺ کی محبوب سنتوں میں سے ایک بہت ہی پیاری سنت ہے اور فقہ کے چاروں ائمہ کا اس سنت پر اتفاق ہے۔ احناف نے خاص طور پر وضو اور نماز کے وقت مسواک کرنا مسنون قرار دیا ہے۔ مسواک میں بڑی خیر و برکت ہے۔
مسواک کرنے سے نہ صرف ثواب ہی ملتا ہے۔ بلکہ اس سے جسمانی طور پر بھی بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

مسواک انبیا کی سنت ہے

مسواک کرنا انبیاء کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔ یعنی جو کام انبیاء کرام پہلے کیا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک کام مسوا' ہے۔ اس لیے اسے انبیاء کی سنت کہتے ہیں۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ چیزیں رسولوں کی سنت ہیں۔ ا۔ حیا کرنا، ۲۔ ختنہ کرنا، ۳۔ خوشبو لگانا، ۴۔ مسواک کرنا، ۵۔ نکاح کرنا (ترمذی)

مسواک کرنے سے اللہ راضی ہوتا ہے

پاکیزگی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا راز مضمر ہے اور مسواک پاکیزگی کا ایک ذریعہ ہے اور یہ منہ کو پاک اور صاف رکھتی ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک منہ کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب ہے۔ (نسائی)

دس باتیں فطرت میں شامل ہیں

دس باتیں فطرت میں شامل ہیں: ان میں سے ایک مسواک بھی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دس چیزیں فطرت میں شامل ہیں۔ مونچھوں کا کم کرنا، داڑھی کا کم کرنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی دینا، ناخن ترشوانا، جوڑوں کی جگہ دھونا، بغلوں کے بال صاف کرنا، زیر ناف بال مونڈنا، پانی احتیاط سے استعمال کرنا یعنی استنجا کرنا راوی کہتے ہیں دسویں بات مجھے یاد نہیں غالباً وہ کلی کرنا ہے۔ (مسلم شریف)

جمعہ کے دن مسواک کرنا سنت ہے

حضور ﷺ نے جہاں جمعہ کے دن طہارت غسل اور اچھے کپڑے پہننے کی تاکید فرمائی، وہاں مسواک کرنے کی بھی ترغیب دی ہے کیونکہ اس سے نیکیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔

حضرت عبید بن سباق مرسلاً روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی جمعہ کے خطبہ میں فرمایا اے مسلمانوں اللہ تعالیٰ نے اس جمعہ کے دن کو عید کا دن مقرر کیا ہے۔ اس دن غسل کرو اور اگر کسی کے پاس خوشبو ہو تو اس کے لگانے میں کوئی ضرر نہیں لیکن تم پر مسواک کرنا لازم ہے۔ (مسند امام مالک)

جاگنے پر مسواک کرنا سنت ہے

سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا سنت ہے کیونکہ سوتے وقت منہ میں بدبو پیدا ہوتی ہے اور اس سنت کی برکت سے منہ صاف ہو جاتا ہے اور بدبو زائل ہو جاتی ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب نماز تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو پہلے اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے تھے (مسلم)

ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب بھی رات یا دن میں سو کر بیدار ہوتے تو وضو سے پہلے مسواک کرتے۔ (ابوداؤد)

مسواک کی تاکید

حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو مسواک کی بہت تاکید فرمائی حدیث پاک یہ ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں مسواک کی بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ (بخاری شریف)

مسواک نماز کے ثواب میں اضافہ کا ذریعہ ہے

اگر کوئی شخص وضو سے پہلے مسواک کرے اور پھر اچھی طرح وضو کرے اور اس کے بعد نماز پڑھے تو اس سے نماز کے ثواب میں اضافہ ہو جائیگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس

نماز کے لیے مسواک کی جاتی ہے۔ وہ اس نماز سے ستر درجہ زیادہ افضل ہوتی ہے۔ جس کے لیے مسواک نہ کی گئی ہو۔ (بیہقی شریف)

مسواک کے بارے میں حضور ﷺ کا اہم فرمان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت کی مشکل کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنے کا حکم دیتا اور ہر نماز میں مسواک کرنے کو کہتا۔ (بخاری شریف)

مسواک کی فضیلت کے متعلق حضور ﷺ کا خواب

حضور ﷺ نے مسواک کے متعلق ایک خواب دیکھا جس سے اس کی فضیلت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے خواب میں یہ دکھایا گیا کہ میں مسواک کر رہا ہوں۔ میرے پاس دو اشخاص آئے ان میں ایک بڑا تھا دوسرا چھوٹا۔ میں نے چھوٹے کو مسواک دینا چاہی تو اس وقت مجھ سے کہا گیا کہ میں بڑے کو مسواک دوں لہذا ان میں سے میں نے بڑے کو مسواک دے دی۔ (بخاری شریف)

گھر میں داخل ہو کر مسواک کرنا سنت ہے

گھر میں جب دنیاوی کام کاج سے فارغ ہو کر آئیں تو اسوقت سب سے پہلے مسواک کرنی چاہیے۔ حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم کیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے۔ فرمایا پہلا کام مسواک کرتے تھے (مسلم شریف)

مسواک کے بعد اسے دھونا سنت ہے

اس لیے کہ حضور ﷺ اسے دھو ڈالتے کیونکہ اس کی میل کچیل دور ہو جاتی ہے اور دوبارہ کرنے کے قابل ہو جاتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسواک کرنے کے بعد مجھے دھونے کے لیے دیتے۔ تو میں دھو کر اس مسواک کو استعمال کرتی اور دھو کر سرکار ﷺ کو واپس کر دیتی۔ (ابوداؤد)

حضور ﷺ کا کثرت سے مسواک کرنا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی جبریل میرے پاس آئے تو انہوں نے مجھے مسواک کرنے کو کہا اور مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ کثرت مسواک سے منہ کا ظاہری حصہ نہ چھل جائے۔

مسواک کے فوائد

مسواک سے منہ کی بدبو دور رہتی ہے۔ بلغم کو دور کرتی ہے نظر کو تیز رکھتی ہے معدہ کو درست رکھتی ہے عقل کو بڑھاتی ہے۔ دل کو پاک کرتی ہے۔ دانت سفید اور چمکدار بنتے ہیں۔ مسوڑھوں میں قوت پیدا کرتی ہے اور دانت مضبوط ہو جاتے ہیں یوں تو ہر حال میں مسواک کرنا بہتر ہے۔ مگر بعض حالتوں میں اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ مثلاً وضو کرنے کے وقت قرآن مجید پڑھنے کے لیے دانتوں پر جب میل جمی ہوئی ہو اسے صاف کرنے کے لیئے۔ سوتے چپ رہنے بدبودار چیز کھانے کے وقت مسواک کرنا زیادہ بہتر ہے۔ مسواک کرنے سے ملائکہ خوش ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے سنت کی اتباع نماز کے ثواب میں اضافہ جسم کی تندرستی حاصل ہوتی ہے۔

طریقہ مسواک اور مسائل

مسواک کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ مسواک دائیں ہاتھ میں لیں اور اسکی ابتدا منہ کے اندر دائیں طرف سے کریں۔ مسواک ہاتھ میں پکڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ چھنگلیا مسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں مسواک کے اوپر اور انگوٹھہ سرے پر ہو۔ دائیں طرف کے دانتوں پر اوپر نیچے اور پھر بائیں طرف کے دانتوں پر اوپر نیچے مسواک کریں کم از کم تین دفعہ مسواک پھیریں کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے اور ہر بار مسواک دھونا چاہیے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ مسواک کرتے وقت یہ نیت ہونی چاہیے کہ مسواک کرتے ذکر الہٰی کی راہ صاف کر رہا ہوں۔

مسواک کے متعلق چند مسائل

1۔ مسواک کسی نرم شاخ کی ہونی چاہیے اور سخت بالکل نہ ہو اس سے دانتوں اور مسوڑھوں کو تکلیف ہوگی۔

2۔ مسواک کڑوے درخت مثلاً نیم، پیلو یا زیتون وغیرہ کی ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

3۔ مسواک موٹائی میں زیادہ موٹی نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ چھوٹی انگلی کے برابر ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

4۔ مسواک زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو۔ اگر اس سے کم ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

5۔ مسواک دانتوں کی چوڑائی پر کی جائے لمبائی پر نہ کی جائے۔

6۔ چت لیٹ کر مسواک نہ کی جائے اس سے تلی بڑھنے کا خطرہ ہے۔

7۔ بیت الخلاء میں مسواک کرنا مکروہ ہے۔

8۔ مسواک کے ریشے ایک ہی طرف بنائیں دونوں طرف نہ بنائیں۔

9۔ نماز کے وضو کے لیے سنت ہے۔

10۔ جب بھی منہ میں بدبو پیدا ہو جائے تو اس کو دور کرنے کے لیے مسواک کرنا سنت ہے۔

11۔ مسواک جب قابل استعمال نہ رہے تو پھینک نہ دیں بلکہ اسے کسی دریا یا کسی کنویں یا چلتے پانی میں بہا دیں۔

لباس کے آداب کا بیان

لباس کے آداب کے متعلق چند احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں۔

روی ابو حنیفة رضی اللہ عنہ عن عطاء بن ابی رباح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال کان لرسول اللہ ﷺ قلنسوة شامیة بیضاء (مسند امام اعظم)

ترجمہ:۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بواسطہ حضرت عطاء بن ابی رباح حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شامی سفید ٹوپی تھی۔

عن حذیفة رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی ﷺ یقول لاتلبسوا الحریرَ ولا الدیباج ولاتشربوافی آنیةِ الذھبِ والفضةِ ولا تاکلوْا فی صحافھا فاِنّما لھم فی الدنیا ولنا فی الاخرة۔ (صحیح بخاری و مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ریشم اور دیباج کے کپڑے نہ پہنو سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ہی سونے چاندی کی پلیٹوں میں کھاؤ۔ کیونکہ ان (کفار) کے لیے دنیا میں ہے اور ہمارے لیے آخرت میں ہیں۔

وفی روایۃ عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ انّ رسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قال حُرِّمَ لِبَاسُ الحَرِیْرِ والذَّھَبِ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ واُحِلَّ لِاِناثِھِمْ

ترجمہ:۔ حضرت ابو اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ریشم کا لباس اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام کر دیا گیا ہے اور ان کی عورتوں پر حلال کر دیا ہے۔

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یقول اِنَّ النَّبِیَّ اللّٰہِ اَخَذَ حَرِیْرًا فجعلہ فی یمینہٖ واَخَذَ ذھبًا فجعلہ فی شمالہ۔ ثم قال۔ اِنَّ ھٰذَیْنِ حرام علی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ (سنن ابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ریشم لیا اور دائیں دست اقدس میں پکڑا اور سونا لے کر بائیں دست مبارک میں تھامہ پھر فرمایا یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ انّ النَّبِیَّ ﷺ لبس جُبَّۃً رُوْمِیَّۃً ضَیِّقَۃَ الکُمَّیْنِ (الترمذی والنسائی)

ترجمہ:۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک حضور نبی اکرم ﷺ نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ زیب تن فرمایا۔

لباس

لباس قدرت کا بہترین عطیہ ہے جس سے انسان اپنا جسم ڈھانپتا ہے اور اظہار زینت بھی کرتا ہے جسم کو ڈھانپنا انسانی فطرت میں شامل ہے کیونکہ موسمی اثرات سے

جسم کو بچانے کے لیے لباس ہی کام آتا ہے۔سردی گرمی اور بارش سے بچنے کے لیے لباس ہی کام آتا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لباس ہر لحاظ سے جسم کے لیے ضروری ہے۔اسلیئے شریعت اسلامیہ میں ستر پوشی کو ضروری قرار دیا ہے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے لباس کے بارے میں مندرجہ ذیل باتیں بیان فرمائی ہیں۔

اے بنی آدم (دیکھنا کہیں) شیطان تمہیں بہکانہ دے جس طرح تمہارے ماں باپ کو (بہکا کر) بہشت سے نکلوادیا اوران کے کپڑے اتروادیئے تاکہ ان کے ستران کو کھول کر دکھادے وہ اور اسکے بھائی تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے رہتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ہم نے شیطانوں کو انہیں لوگوں کا رفیق بنایا ہے۔جو ایمان نہیں رکھتے ہیں۔(پ ۸۔اعراف:۲۷)

اسلام سے قبل عربوں نے حج کے موقع پر یہ دستور بنالیا تھا کہ جسم کو ننگا رکھ کر طواف کرتے۔اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا اور یہ ضروری قرار دیا کہ جب تم اللہ کی عبادت کے لیے آؤ تو اپنے جسم کو لباس سے اچھی طرح آراستہ کر کے آؤ۔یعنی صاف ستھرا لباس پہن کر آؤ۔اس کے پیش نظر مردوں کے لیے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ اور شریف اور آزاد عورتوں کے لیے سر کے بالوں سے لے کر ٹخنوں تک اور گٹوں تک کا حصہ قرار دیا ہے۔

ترجمہ:۔اے بنی آدم ہم نے تم پر پوشاک اتاری کہ تمہارا ستر ڈھانپے اور تمہارے (بدن کو) زینت دے اور (جو) پرہیزگاری کا لباس (ہے) وہ سب سے اچھا ہے یہ خدا کی نشانیاں ہیں تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں (پ ۸،اعراف ۲۶)

کپڑا سیدھی جانب سے پہننا سنت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا لباس پہنتے وقت نیز وضو کرتے وقت دائیں جانب سے ابتدا کرو (ترمذی شریف)

کپڑا پہننے سے پہلے جھاڑنا

کپڑا پہننے سے پہلے جھاڑنا بھی حضور ﷺ کی سنت ہے آپ ﷺ ہمیشہ جس کپڑے کو پہنتے تو اسے جھاڑ لیتے لہذا کپڑا استعمال کرنے سے پہلے جھاڑ لینا چاہیے سونے سے پہلے حضور ﷺ نے بستر جھاڑنے کی تاکید فرمائی ہے جس سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ جو کپڑا بھی استعمال میں لایا جائے اسے جھاڑ لینا بہتر ہے۔

شلوار یا تہ بند ٹخنوں کے اوپر رکھنا سنت ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کا تہ بند نصف پنڈلی تک ہونا چاہیے۔ ٹخنوں تک ہونے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ البتہ ٹخنوں سے نیچے ہو تو وہ آگ میں ہوگا اور جو شخص تکبر سے تہ بند نیچے گھسیٹے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔ (ابوداؤد شریف)

ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی آدمی زمین پر اپنے تہ بند گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا کہ دھنسا دیا گیا اور قیامت تک وہ زمین میں دھنستا ہی جائے گا۔ (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص تہ بند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا جاؤ وضو کرو وہ گیا اور وضو کر کے آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ پھر وضو کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا بات ہے

آپ ﷺ نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا۔ پھر خاموش ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تہ بند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا اور بے شک اللہ تہ بند لٹکانے والوں کی نماز قبول نہیں فرماتا۔ (ابوداؤد)

مردوں کے لیے ریشمی کپڑے کی ممانعت

مردوں کے لیے ریشمی کپڑا پہننا منع ہے کیونکہ ریشم پہننے سے زیب وزینت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لیے حضور ﷺ نے مردوں کے لیے ریشم کا استعمال منع فرمایا ہے۔ اگر کسی نے اپنے بچے کو ریشم کے کپڑے پہنائے تو اس کا گناہ بچے پر نہیں بلکہ پہنانے والے پر ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں ریشمی لباس پہنا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔ (بخاری شریف)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ نے ریشمی کپڑا اٹھا کر داہنے ہاتھ میں رکھا اور بائیں ہاتھ پر سونا رکھا پھر فرمایا یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ (ابوداؤد)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ریشم وہی شخص پہنتا ہے جس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ (بخاری مسلم)

نیا کپڑا پہننے کا ادب

نیا لباس پہنتے وقت اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنی چاہیے اور اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

کپڑا پہنتے وقت کی دعا ایک طرح سے اللہ سے توفیق مانگنے کی التجا ہے کہ اے اللہ مجھے تو

توفیق دے کہ جو لباس تو نے مجھے مہیا کیا ہے۔ اسے پہن کر میں تیری عبادت کروں اور اپنے اندر کو اسطرح پاک صاف کرلوں جس طرح تو نے یہ لباس دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے راہ راست پر رہنے کی توفیق طلب کرنا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب کوئی نیا کپڑا عمامہ، قمیص یا چادر پہنتے تو اسطرح دعا پڑھتے:۔

اے اللہ سب تعریفیں تیرے لیے ہیں جیسے تو نے مجھے یہ پہنایا، میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اسکی بھلائی جس کے لیے بنایا گیا میں اسکی برائی سے تیری پناہ لیتا ہوں اور اس برائی سے جس کے لیے بنایا گیا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کپڑا پہنے اور یہ دعا مانگے تو اسکے پہلے کیے ہوئے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔

ترجمہ:۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ پہنایا اور میری طاقت اور قوت کے بغیر عطا فرمایا:۔ (ابوداؤد)

لباس شہرت کی مذمت

کپڑے کی بعض قسمیں مشہور ہو جاتی ہیں۔ جو اپنی عمدگی اور قیمت میں شہرت پا جاتی ہیں۔ جو کہ غرور و تکبر کا باعث بنتا ہے اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا کے شہرت والا لباس نہ پہنو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں شہرت حاصل کرنے کے لیے لباس پہنا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے ذلت کا لباس پہنائے گا۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

جانداروں کی تصویروں والے لباس کی ممانعت

ایسا لباس جس پر جانداروں کی تصویریں بنی ہوں اسکا استعمال منع ہے لہذا کپڑا بنانے والوں کو اس امر کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ وہ تصویروں والا کپڑا پرنٹ نہ کریں حضور ﷺ نے تصویروں سے منع کیا ہے۔ تصاویر اللہ تعالٰی سے توجہ ہٹانے کا باعث بنتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے گھر میں ایک ایسا کپڑا تھا جس پر چڑیوں کی تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ جب کوئی شخص اندر آتا تو اس پر نظر پڑتی حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ اسے الٹا کردو۔ کیونکہ جب میں داخل ہوتا ہوں تو دنیا یاد آتی ہے۔ اور ہمارے پاس ایک ایسی چادر تھی جس پر بیل بوٹوں کے نقش ونگار تھے۔ اور ہم اس کو پہنتے تھے اور ہم نے اسے کاٹا نہیں (نسائی شریف)

جانوروں کی تصاویر والے کپڑے پہننے اور استعمال کرنے والے کو آخرت میں دردناک عذاب ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں دیکھنے والی ہوں گی، دو کان سننے والے ہونگے اور ایک بولنے والی زبان ہوگی وہ کہے گا مجھے تین شخصوں پر مقرر کیا گیا ہے۔ ہر اس شخص پر جو سرکش اور ظالم ہے۔ ہر اس شخص پر جو خدا کے ساتھ دوسروں کی عبادت کرے اور ہر تصویر بنانے والے پر۔ (ترمذی)

غیر قوم کی مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت

مسلمانوں کے لیے شکل لباس اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں غیر سلموں کی مشابہت اختیار کرنا منع ہے۔ کیونکہ مسلمان کی ایک اپنی تہذیب ہے جس میں زندگی

کے ہر طرح کے اصول ہیں اور لباس کی خاص وضع قطع ہے۔ جس سے انسانی ستر اچھی طرح چھپ جاتا ہے اسلامی لباس چھوڑ کر غیر مسلموں کا لباس اختیار کرنا درست نہیں بلکہ قابل مذمت ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ ان میں سے ہے۔ (احمد، ابوداؤد)

پرانے کپڑے کے استعمال کا حکم

حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں سنتے؟ کیا تم نہیں سنتے؟ بیشک پرانے کپڑے پہننا ایمان کی نشانی ہے، بیشک پرانے کپڑے پہننا ایمان کی نشانی ہے۔ (ابوداؤد)

لباس میں حضور ﷺ کا پسندیدہ رنگ

لباس کے رنگوں میں نبی اکرم ﷺ کو سفید رنگ کا کپڑا پسند تھا۔ اور آپ ﷺ اکثر سفید رنگ کا کپڑا ہی پہنا کرتے تھے اس لیے سفید رنگ کا کپڑا پہننا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ سفید کپڑا پہننے کی حکمت یہ ہے سفید کپڑا ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ اے مجھے پہننے والے اپنے ظاہر و باطن کو اسطرح سفید یعنی بے داغ رکھ جیسے کے میں ہوں اور اللہ کے نور معرفت کو حاصل کر کیونکہ وہ بھی سفید ہے۔ حضرت جنید بغدادی اکثر سفید کپڑے پہنتے تھے۔ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے زندگی کے بیشتر حصے میں سفید لباس پہنا۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ اور عمدہ ہیں اور اپنے مُردوں کو ان ہی کا کفن دیا کرو۔ (ترمذی، نسائی)

لباس میں تواضع

تواضع اور عاجزی اللہ کو بہت پسند ہے جو شخص عاجزی کا راستہ اختیار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے۔

ہمسائے کے حقوق قرآن کی روشنی میں

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ (سورۃ النساء:135)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور نہ شریک بناؤ اس کے ساتھ کسی کو اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ نیز رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور پڑوسی جو رشتہ دار ہے اور پڑوسی جو رشتہ دار نہیں اور ہم مجلس اور مسافر اور جو (لونڈی غلام) تمہارے قبضہ میں ہیں (ان سب سے حسن سلوک کرو)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمسائے کی دو بڑی اقسام بیان کی ہیں۔

مفسرین کرام نے فرمایا "جارذی القربیٰ" سے مراد وہ پڑوسی ہے جو تمہارے مکان کے متصل رہتا ہے۔

جار جنب سے مراد وہ پڑوسی ہے۔ جو تمہارے مکان سے کچھ فاصلے پر رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جار ذی القربیٰ سے وہ شخص مراد ہے جو پڑوسی بھی ہو رشتہ دار بھی ہو۔ اس طرح اس میں دو حق جمع ہو گئے اور جار جنب سے مراد وہ ہے جو صرف پڑوسی ہے رشتہ دار نہیں۔ اس لیے اسکا درجہ پہلے سے موخر رکھا گیا

ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا جار ذی القربیٰ سے مراد وہ پڑوسی ہے۔ جو مسلمان ہو اور جار جنب سے مراد غیر مسلم پڑوسی ہے۔

ہمسائے کے حقوق احادیث مبارکہ کی روشنی میں

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بعض پڑوسی وہ ہیں جنکا صرف ایک حق ہے بعض وہ ہیں جن کے دو حق ہیں اور بعض وہ ہیں جنکے تین حق ہیں، ایک حق والا وہ پڑوسی ہے جو غیر مسلم ہے۔ جس سے کوئی رشتہ داری نہیں، دو حق والا وہ پڑوسی ہے۔ جو صرف پڑوسی ہے اور مسلمان ہے اور تین حق والا پڑوسی ہے۔ جو پڑوسی بھی ہے مسلمان بھی ہے رشتہ دار بھی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میرے دو ہمسائے ہیں میں ہدیہ کس کے پاس بھیجوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کے گھر کا دروازہ تمہارے گھر کے دروازے کے قریب تر ہے۔ (صحیح بخاری)

ہمسائگی صرف دینی اعتبار سے نہیں بلکہ اخلاقی اور معاشرتی لحاظ سے بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ تہذیب و تمدن کی اساس باہمی تعاون، محبت و الفت اور اشتراک عمل پر قائم ہے۔ ہر انسان دوسرے انسان کی استعانت کا محتاج ہے۔ لہٰذا معاشرے کے استحکام کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں میں تعاون اور اشتراک کا جذبہ راسخ ہو در حقیقت پڑوسی ہی ایک دوسرے کے دکھ سکھ اور رنج و راحت کے دائمی رفیق اور شریک کار ہوتے ہیں۔ وہ ایسے مشکل وقت میں کام آتے ہیں، جبکہ رشتہ داروں کو ابھی خبر بھی نہیں ہوتی۔ لہٰذا اسی مصلحت کے پیش نظر اسلام نے ہمسائے کا خیال رکھنے کی بڑی تاکید کی ہے، زمانہ جاہلیت میں بھی عربوں میں حقوق ہمسائگی کا بہت خیال

رکھا جاتا تھا۔ اگر کسی عرب کے پڑوسی پر ظلم کیا جاتا یا کوئی آدمی اس کی بے عزتی کرتا تو پڑوسی اسے برداشت نہ کرتا تھا اور ہمسائے کی خاطر مرنے لڑنے کے لیے تیار رہتا تھا۔ اسلام نے آکر اس اچھی عادت کو قائم رکھا بلکہ اس میں مزید تاکید فرمائی۔ (اور ہمسایہ رشتہ دار اور ہمسایہ بیگانہ نیز ہم مجلس ساتھی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ) (النساء:36)

حضور ﷺ نے فرمایا جبرائیل ہمیشہ مجھے ہمسایہ کے متعلق ہدایت کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کے مجھے خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہمسایہ کو وارث قرار دے گا (ابن ماجہ جلد 2)

ایک دن صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں کیسے پتہ چلے کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں یا برے کام۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب پڑوسی کو اپنی نسبت اچھا کہتے ہو تو سمجھو کہ اچھا کر رہے ہو اور جب برا کہتے ہو تو سمجھو کہ برا کر رہے ہو۔ (مشکوۃ شریف)

حضور ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم مومن نہیں ہو سکتا خدا کی قسم مومن نہیں ہو سکتا خدا کی قسم مومن نہیں ہو سکتا کسی نے عرض کیا پیارے آقا ﷺ کون؟ (مومن نہیں ہو سکتا) فرمایا جسکی ایذا رسانی سے اسکا پڑوسی محفوظ نہیں۔ (مشکوۃ)

آپ ﷺ نے فرمایا زنا حرام ہے، خدا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دیا ہے لیکن دس دفعہ زنا سے بڑھ کر یہ ہے کہ کوئی اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے۔ چوری حرام ہے۔ خدا اور رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ لیکن دس گھروں سے چوری کرنے سے بڑھ کر یہ ہے کہ کوئی اپنے ہمسائے کے گھر سے چوری کرے۔ (الادب المفرد)

آپ ﷺ نے فرمایا وہ مومن ہی نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھالے اور اس کا پڑوسی بھوکا سوئے۔ (مشکوۃ)

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے وضو فرمایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ ﷺ کے وضو کا
پانی لے کر اپنے اعضاء پر ملنے لگے تو حضور ﷺ نے فرمایا اس پر تمہیں کیا چیز آمادہ
کر رہی ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا خدا اور اسکے رسول ﷺ سے محبت تو آپ ﷺ
نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اسے خدا اور رسول ﷺ سے محبت ہو تو اسے چاہیے
کہ جب بھی بات کرے تو سچی کرے اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا
کرے اور اپنے پڑوسی کے ساتھ عمدہ سلوک کرے۔ (مشکوٰۃ)

ایک دفعہ حضور ﷺ جہاد پر نکلے تو ارشاد فرمایا جس نے اپنے پڑوسی کو ایذا پہنچائی وہ
ہمارے ساتھ نہیں چل سکتا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے پڑوسی کی
دیوار میں پانی ڈال دیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے۔ (بخاری)

حضور ﷺ کی خدمت میں کسی نے عرض کیا فلاں خاتون نماز بہت پڑھتی ہے اور
اسطرح روزہ اور صدقہ میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے، مگر پڑوسی کے حق میں کوئی عمدہ
سلوک نہیں کرتی فرمایا وہ جہنمی ہے، پھر عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ فلاں عورت
صدقہ نماز اور روزہ تو واجبی ہی ادا کرتی ہے پنیر کے چند ٹکڑے ہی صدقہ کرتی ہے۔ مگر اپنے
پڑوسی کو ایذا نہیں دیتی تو فرمایا کہ یہ عورت جنت میں جائے گی (بیہقی شریف، مشکوٰۃ)

قرآن مجید میں تمام ناداروں اور حاجت مندوں کے حقوق کا ذکر ہے سورہ نساء
میں پڑوسیوں خواہ رشتہ دار ہوں اجنبی یا ہم نشین ساتھی سب سے حسن سلوک کی تاکید کی
گئی ہے اور حضور ﷺ نے بھی اسکی بار بار تاکید فرمائی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
کو حضور ﷺ نے پانچ نصیحتیں کی جن میں سے ایک یہ ہے اپنے پڑوسی کے ساتھ نیکی کر
تو کامل ہو جائے گا۔ (ترمذی)

ہمسایوں میں باہمی خیر سگالی کو فروغ دینے کے لیے تحفے تحائف کا تبادلہ مستحسن ہے۔اس کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایک دوسرے کو تحائف دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے مومن عورتوں کوئی پڑوسی اگر ہدیہ یا تحفہ بھیجے تو اسے حقیر نہ جانو خواہ وہ بکری کا ایک کھر ہی کیوں نہ ہو (صحیح بخاری)

پڑوسیوں کو تکلیف پہنچانے کی سزا

اسلام نے پڑوسی کو ضرر اور ایذا دینے سے منع کیا ہے اگر کوئی شخص کسی کے مال و جان پر ہاتھ ڈالے یا آبروریزی کی کوشش کرے تو پڑوسی کا فرض ہے کہ اسکی حفاظت میں اپنی جان پر کھیل جائے، کیونکہ ہمسایہ "میاں جایا" ہوتا ہے اگر ہمسایہ تنگ کرے تو پڑوسی کو صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے انتقامی کاروائی نہیں کرنی چاہیے۔ایک صحابی کا واقعہ صحیح بخاری میں موجود ہے کہ وہ ہمسائے سے تنگ آکر حضور ﷺ کے روبرو شکایت کرنے لگا آپ ﷺ نے فرمایا صبر کرو، دوسری بار شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا صبر کرو تیسری بار جب اس نے شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے گھر کا سامان باہر نکال کر رکھ دو، اس نے ایسا ہی کیا، پاس سے گزرنے والے پوچھتے تو کہتا کہ اپنے ہمسائے کی بدسلوکی کی وجہ سے سامان باہر رکھا ہے وہ کہتے کہ خدا اس پر لعنت کرے، اسطرح وہ لعنت وملامت کرتے حتیٰ کہ پڑوسی صحابی کی منت، سماجت کرنے لگا کہ سامان واپس لے جائیں خدا کی قسم میں آئندہ بدسلوکی نہیں کروں گا۔

اسطرح ایک آدمی نے بکری کا سرا ایک صحابی کو تحفہ بھیجا انہوں نے خیال کیا کہ

میرے فلاں بھائی کے چھوٹے بچے ہیں ان کو مجھ سے زیادہ اس کی ضرورت ہے، چنانچہ اس کی طرف سرا بھیج دیا اس نے تیسرے کے پاس تیسرے نے چوتھے کے پاس یہاں تک کر نو گھروں سے پھر کر پہلے آدمی کے پاس واپس پہنچ گیا۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے ملازم کو حکم دیا، بکری ذبح کرو اور اس میں سے کچھ گوشت اپنے یہودی پڑوسی کو بھی پہنچا دینا، تھوڑی دیر کے بعد پھر اسے کہا، یہودی پڑوسی کو گوشت ضرور پہنچانا، ملازم نے تنگ آ کر کہا آپ نے تو ہمیں اسی پڑوسی کی وجہ سے پریشان کر دیا ہے، حضرت عمرو ابن العاص نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا بھلے آدمی شاید تجھے معلوم نہیں، حضور ﷺ نے ایک مرتبہ پڑوسی کا خیال رکھنے کی اسقدر تاکید فرمائی تھی کہ ہمیں شبہ ہونے لگا، شاید آپ ﷺ پڑوسی کو وراثت میں شریک کر دیں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن پڑوسی اپنے پڑوسی کا دامن گیر ہو کر اللہ سے شکایت کرے گا پروردگار تو نے میرے اس بھائی کو رزق کی فراخی عطا فرمائی تھی اور مجھے تنگدست رکھا تھا۔ میں بھوکا سو جاتا تھا اور یہ پیٹ بھر لیتا، اس نے اپنا دروازہ بند کر کے مجھے رزق سے کیوں محروم رکھا تھا، جبکہ تو نے اسے دولت اور خوشحالی بھی عطا کی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہیں معلوم ہے پڑوسی کا حق کیا ہے پھر فرمایا (1) وہ تم سے مدد مانگے مدد کرو (2) جب قرض مانگے دو (3) جب محتاج ہو تو اسے دو (4) جب بیمار ہو تو عیادت کرو (5) جب اسے خیر پہنچے تو مبارک دو (6) جب مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو (7) مرجائے تو

جنازے کے ساتھ جاؤ (8) بغیر اجازت اپنی عمارت بلند نہ کرو کہ ہوا رک جائے (9) اپنی ہانڈی سے کچھ نہ کچھ اسے بھی دو (10) میوے پھل وغیرہ خریدو تو اس کے پاس بھی ہدیہ کرو اور اگر ہدیہ نہ کرنا ہو تو چھپا کر مکان میں لاؤ اور تمہارے بچے اسے لے کر باہر نہ نکلیں کہ پڑوس کے بچوں کو رنج ہوگا تمہیں معلوم ہے پڑوس کا کیا حق ہے حق ادا کرنے والے تھوڑے ہیں یہ وہی ہیں جن پر ابتدائی مہربانی ہے (بیہقی)

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکان کرایہ پر لیا اس مکان کے پڑوس میں ایک یہودی کا مکان تھا اور آپ کا حجرہ اس یہودی کے مکان کے دروازے کے قریب تھا اس یہودی نے ایک پرنالہ بنا رکھا تھا اور ہمیشہ اس پرنالہ کی راہ سے نجاست حضرت مالک بن دینار کے گھر میں پھینکا کرتا تھا اس نے مدت تک ایسا ہی کیا مگر آپ نے کبھی شکایت نہ فرمائی آخر ایک دن اس یہودی نے خود ہی آپ سے پوچھا حضرت آپ کو میرے پرنالے سے تکلیف نہیں ہوتی فرمایا ہوتی ہے مگر میں نے ایک ٹوکری اور جھاڑو رکھ چھوڑی ہے جو نجاست گرتی ہے اس سے صاف کر دیتا ہوں اس یہودی نے کہا آپ اتنی تکلیف کیوں کرتے ہیں آپ کو غصہ نہیں آتا فرمایا کہ میرے اللہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (پ۴)

اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں یہ آیات مقدسہ سن کر وہ یہودی بے حد متاثر ہوا اور یوں عرض گزار ہوا یقیناً آپ کا دین نہایت ہی عمدہ ہے آج سے میں سچے دل سے اسلام قبول کرتا ہوں پھر اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

آپ ﷺ نے جن خطوط پر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی تربیت فرمائی ہے اس کے ثمرات ہمارے سامنے ہیں وہ لوگ جو اس قدر گنوار اور اجڈ تھے۔ جن کو اونٹ چرانے کا سلیقہ نہ تھا اور قتل و غارت اور ظلم و ستم جن کا مشغلہ تھا ہادی برحق نے چند برسوں میں اپنی پیار بھری تربیت سے مالا مال کر کے باہم صبر و شکر اور بھائی بھائی بنا دیا کہ وہ اپنی موت تو گوارا کر لیتے ہیں مگر پڑوسی اسلامی بھائی کی پیاس کی شدت ان سے دیکھی نہیں جاتی۔

ایک جنگ کے موقع پر ایک صحابی رضی اللہ عنہ زخموں سے چور چور العطش العطش پیاس پیاس کی صدائیں لگا رہا ہے اس کا چچازاد بھائی پانی کا پیالہ لے کر اس کے قریب آتا ہے تو قریب سے ایک اور بھائی کے کراہنے کی آواز آتی ہے اور پانی کا مطالبہ کیا جاتا ہے وہ صحابی بہت زخمی کہتا ہے جا میرے پڑوسی بھائی کو پانی پلا میری خیر ہے۔ وہ دوسرے کے پاس پھر تیسرے کے پاس پھر جب ساتویں کے پاس جاتا ہے وہ دم توڑ چکا ہوتا ہے وہ لوٹ کے پچھلے کے پاس آتا ہے تو وہ بھی جان جان آفریں کے حوالے کر چکا ہوتا ہے اسی طرح ساتوں صحابیوں نے ایک دوسرے کے لیے پانی قربان کر دیا، کسی نے پانی نہ پیا اور شہادت کے جام بارگاہ خداوندی سے جا کر نوش کیے۔

مشکلات میں لوگوں کے کام آنے کی فضیلت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (الصحیح البخاری۔ج ۲:ص ۸۶۲: والرقم ۲۳۲۶)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اُس پر ظلم کرے اور نہ اسے بے یارومددگار چھوڑے جو شخص اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی حاجت روائی فرماتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی دنیوی مشکل حل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی قیامت کی مشکلات میں سے کوئی مشکل حل فرمائے گا اور جو شخص کسی کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی قیامت کے دن ستر پوشی کرے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ (الصحیح المسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی کوئی دنیوی تکلیف دور کرے گا اللہ تعالیٰ اسکی قیامت کے دن کی مشکلات میں سے کوئی مشکل حل کرے گا جو شخص دنیا میں کسی تنگ دست کے لیے آسانی پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اسکے لیے آسانی پیدا فرمائے گا اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اسکی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ: اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِھَا قَالَ: ثُمَّ اَیٌّ قَالَ: بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قَالَ: ثُمَّ اَیٌّ قَالَ: اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ؟ (الصحیح البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا میں نے عرض کیا: پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین سے حسن سلوک کرنا: میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ اُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ اُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ اُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ ثُمَّ اَبُوْكَ

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! لوگوں میں میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا تمہاری والدہ انہوں نے عرض کیا پھر کون ہے؟ فرمایا تمہاری والدہ انہوں نے عرض کیا؟ پھر کون ہے؟ فرمایا: تمہاری والدہ ہے انہوں نے عرض کیا: پھر کون ہے؟ فرمایا پھر تمہارا والد ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ رَغِمَ اَنْفُہٗ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُہٗ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُہٗ، قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَیْہِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَحَدَھُمَا اَوْ کِلَیْھِمَا۔ فَلَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ؟ (صحیح مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسکی ناک خاک آلودہو پھر اسکی ناک خاک آلودہو۔ پھر اسکی ناک خاک آلودہو پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون شخص ہے؟ فرمایا جس نے اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر (انکی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہیں ہوا۔

عَنْ اَبِی اُمَامَۃَ رضی اللہ عنہ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَاحَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِ ہِمَا؟ قَالَ: ھُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! والدین کا اپنی اولاد پر کتنا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ دونوں تیری جنت (بھی) ہیں اور دوزخ (بھی) (یعنی انکی خدمت کر کے جنت حاصل کرلو یا نافرمانی کر کے دوزخ کے مستحق ہو جاؤ۔

عَنْ عَائشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَۃٌ بِالعرش تَقُوْلُ۔ مَنْ وَصَلَنِیْ وَصَلَہُ اللّٰہ ومن قَطَعَنِی قَطَعَہُ اللّٰہُ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رحم عرش سے معلق ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ جس نے مجھے جوڑا اللہ اس کو جوڑے اور جس نے مجھے کاٹا اللہ تعالیٰ اسے کاٹے۔

عن ابن عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَبَرُّ البِرِّ ان یَصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ اَبِیْہِ۔ وَفِیْ روایۃ اِنَّ مِنْ اَبَرِّ البِرِّ صِلَۃَ الرَّجُلِ اَھْلَ وُدِّ اَبِیْہِ بعد ان یُوَلّٰی (رواہ مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والد کے دوستوں سے نیکی کرے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ بڑی نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کے وفات پا جانے کے بعد اس کے دوستوں سے نیکی کرے۔

عَنْ جَاهِمَةَ رضی الله عنه قَالَ اَتَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ اَسْتَشِيْرُهُ فِى الْجِهَادِ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ اَلَكَ وَالِدَانِ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِلْزَمْهُمَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ اَرْجُلِهِمَا: (سنن نسائی)

حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں جہاد کا مشورہ لینے کیلئے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں زندہ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا انہی کے ساتھ رہو کہ جنت ان کے پاؤں کے تلے ہے۔

خاندان اور اولاد کے حقوق احادیث مبارکہ کی روشنی میں

عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ اِنَّ من اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ والديه: قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرجلُ والديهِ؟ قَالَ يسبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ۔ فيسبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فيسبُّ اُمَّهُ (صحیح بخاری ومسلم)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کوئی اپنے والدین پر کیسے لعنت کر سکتا ہے؟ فرمایا ایک آدمی دوسرے آدمی کے والد کو گالی دیتا ہے۔ تو وہ (جواباً) اس کے والد کو گالی دیتا ہے

اور جب کوئی کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ (جواباً) اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِيْ فَمِ امْرَأَتِكَ (صحیح مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم جو کچھ خرچ کرتے ہو کہ جس سے تمہارا مقصود رضائے الٰہی ہو تو تمہیں اس پر اجر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ تم اپنی بیوی کے منہ میں جو لقمہ ڈالتے ہو اس پر بھی تمہیں اجر دیا جاتا ہے۔

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عن ابيه عن جده قال قلت يا رسول الله ﷺ عوراتنا ما نأتي منها وما نذر؟ قَالَ احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَكُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ؟ قَالَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَلَّا يَرَاهَا أَحَدٌ فَافْعَلْ قُلْتُ وَالرَّجُلُ يَكُوْنُ خَالِيًا قَالَ فَاللهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ۔

(سنن ابو داؤد)

ترجمہ:۔ حضرت بہز بن حکیم بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے ستر میں سے کیا چھپائیں اور کیا نہ چھپائیں، حضور ﷺ نے فرمایا اپنی بیوی اور اپنی لونڈی کے سوا سب سے اپنا ستر چھپاؤ (یعنی شرمگاہ) انہوں نے عرض کیا اگر مرد مرد کے ساتھ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر ممکن ہو تو ستر چھپا سکے تو ایسا ہی کرو (نہ دکھاؤ) میں عرض کیا انسان تنہا بھی ہوتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا حق سب سے زیادہ ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔

عن عَمْرِ وبن شعیب عن اَبِیْهِ عن جَدِّهٖ قال قال رسول اللہ ﷺ مُرُوا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ واضرِبُوْهُمْ علیها وهم ابناءُ عَشْرِ سنین وفرِّقُوْا بینَهُمْ فِی الْمَضَاجِعِ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت عمر بن شعیب بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں ان (نماز نہ پڑھنے پر) مارو اور اس عمر میں انہیں الگ الگ سلایا کرو۔

عن معاویۃ بن حیدۃ رضی اللہ عنه قال قلتُ یارَسُوْلَ اللہ ﷺ ماحق زوجۃِ اَحَدِنَا علیه؟ قال ان تطعمها اذا طعمت وتکسوها اذا اکتسیت او اکتسبت ولَا تضرِبِ الوجهَ ولا تقبِّحْ ولا تهجرْ الا فی البیتِ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے کسی پر اس کی بیوی کا حق کیا ہے؟ فرمایا جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ جب تم پہنو یا کماؤ تو اسے بھی پہناؤ۔ اس کے منہ پر نہ مارو اس سے بُرا لفظ نہ کہو اور اسے خود سے جدا نہ کرو مگر گھر میں ہی۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قالَ قالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ مامن رجلٍ تُدْرِكُ له ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ اِلَيْهِمَا مَاصَحِبَتَاهُ اَوْصَحِبَهُمَا الا ادخلتاه الجنَّةَ

(ابن ماجہ وابن حبان)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس کی دو بیٹیاں ہوں وہ اس کے پاس رہیں یا وہ ان کے ساتھ رہا اور اس دوران

وہ ان سے حسن سلوک کرتا رہا تو وہ دونوں اسے جنت میں لے جائیں گی۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ عَالَ ثلاثَ بناتٍ فادّبھنّ وزوّجھنّ واَحسنَ الیھنّ فلہُ الجنۃُ وفی روایۃٍ قالَ ثلاثُ اَخواتٍ اَوْثلاث بناتٍ اَوْبنتانِ اَوْاُختانِ (ابوداؤد و احمد)

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، انہیں ادب سکھایا ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہا تو اس کے لیے جنت ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تین بہنیں یا تین بیٹیاں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں۔

عن عبداللّٰہِ بن عمر رضی اللہ عنھما عن النبی ﷺ قال رضی الرَّبِّ فی رِضَی الوالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فی سَخَطِ الوالِدِ (ترمذی شریف)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

عن ابی الدرداءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ انکم تدعَوْنَ یوم القیامَۃِ باسْمائِکُمْ واَسْماءِ آبائِکُمْ فاحسنو اَسماءَ کُم۔ (سنن دارمی)

ترجمہ:۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم قیامت کے روز اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے لہٰذا اپنے نام خوبصورت رکھا کرو۔

عن عائشۃَ رضی اللہ عنھا اَنَّ النبی ﷺ کَانَ یغیر الاسم القبیح

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ برا نام تبدیل فرمادیا کرتے تھے۔

مسلمان کے مسلمان کے ساتھ معاملات

عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ النبی ﷺ ایُّ المسلمین خیرٌ؟ قَالَ مَنْ سَلِمَ المسلمون من لسانِہٖ ویدِہٖ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ کونسا مسلمان افضل ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

عن عبداللہ بن عمرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ قال رسول اللہ ﷺ المسلم مَنْ سلم المسلمون مِنْ لسانِہٖ ویدِہٖ والمھاجرُ مَنْ ھَجَرَ مَا نھی اللہ عنہ (صحیح بخاری)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں اور حقیقی مہاجر وہ ہے جس نے ان کاموں کو چھوڑ دیا جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ المسلم من سلم المسلمون من لسانہٖ ویدہٖ والمومن من اَمِنَہُ النَّاسُ علی دمائھم واموالِھِمْ (سنن نسائی)

ترجمہ:۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور وہ مومن ہے جس سے لوگ اپنی جان ومال پر محفوظ ہوں۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنھما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قال المسلم اخوالمسلم لَایَظلِمُہٗ ولا یُسْلِمُہٗ من کان فی حاجۃِ اخیہِ کان اللّٰہُ فی حاجتہٖ

ومن فرّج عن مسلمٍ کُربةً فرّج الله عنه کُربةً من کُربٰتِ یومِ القیامةِ ومَنْ ستر مسلماً سترهُ الله یوم القیامه۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار ومددگار چھوڑتا ہے جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے کام آتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کام آتا رہتا ہے جو شخص کسی مسلمان کی دنیاوی مشکل حل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی اخروی مشکلات سے مشکل حل فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

عَنْ ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لا تحاسدُوا ولاتناجشُوا ولا تباغضُو ولا تدابرُو ولا یبِعْ بعْضُکم علَی بیعِ بعضٍ وکونوا عباداللّٰهِ اخوانًا، المسلم اخوالمسلم لایظلمه ولا یخذُلُهٗ ولا یحقِرُهٗ۔ التقوی هَاهُنَا (ویشیرُ الی صدره ثلاث مرَّاتٍ) بحَسْبِ امری ءٍمِنَ الشرّ اَنْ یحقِرَ اخاهُ المسلم کل المسلم علی المسلم حرامٌ دمُهٗ ومالُهٗ وعِرضُه (صحیح مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے رخ نہ موڑو اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے سودے پر اپنا سودا نہ کرے۔ اے اللہ کے بندو باہم بھائی بھائی ہو جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر نہ تو ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ اسے حقیر سمجھتا ہے تقویٰ اور پرہیز گاری یہاں ہے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

کسی مسلمان کے لیے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر جانے ایک مسلمان پر دوسرے کا خون اس کا مال اس کی عزت حرام ہے۔

زیارت قبور کی فضیلت کا بیان

عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں تمہیں زیارت قبور سے منع کیا کرتا تھا پس اب زیارت کیا کرو۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال مر رسول اللہ ﷺ بقبور المدینۃ فاقبل علیھم بوجھہ فقال السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر (الجامع الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ کے قبرستان کی طرف سے گزرے تو قبروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا السلام علیکم اے اہل قبور تم پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہم سے پہلے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

عن عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ ﷺ قال کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تزھد فی الدنیا وتذکر الاخرۃ (ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں تمہیں زیارت قبور سے منع کرتا تھا اب زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا میں زاہد

بتاتی ہے دنیا کی دولت سے بے رغبتی پیدا کرتی ہیں اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

عن عائشة رضی الله عنها اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رسول اللّٰهِ ﷺ يخرج مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ اِلَى البقيع فيقول السلام عليكم دَارَ قومٍ مومنين وَاَتَاكم ماتو عدُوْنَ، غَدًا موجَّلُوْن، وانا ان شاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغفر لاهل بقيع الغرقَدِ (صحیح مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی جب میرے یہاں باری ہوتی تو آپ ﷺ رات کے آخری پہر بقیع کے قبرستان میں تشریف لے جاتے اور (اہل قبرستان سے) فرماتے تم پر سلامتی اے مومنوں کے گھر والو جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ تمہارے پاس آگئی جسے کل ایک مدت بعد پاؤ گے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں اے اللہ بقیع غرقد (اہل مدینہ کا قبرستان) والوں کی مغفرت فرما۔

مرحومین اور جنازہ کے حقوق کا بیان

عن اَبِیْ سَعِيْدٍ الخدری رضی الله عنه قال قال رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (صحیح مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اپنے مرنے والوں کو (لا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ) کی تلقین کیا کرو۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الميّتِ فاَخْلِصُوْا له الدعَاءَ۔ (سنن ابوداود)

ترجمہ:۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ۔ سے مروی ہے۔ کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔ جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھ چکو تو اس کے لیے خلوص دل سے دعا کیا کرو۔

عن عائشة رضي الله عنها انّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قالَ من مَاتَ وعليه صيامٌ صَامَ عنه وليُّهُ (صحیح بخاری)

وفي رواية۔ عن ابن عباس رضي الله عنهما۔ وان كَانَ عليه نذرٌ قضى عنه وليُّهُ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے وہ روزے رکھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا اگر اس (فوت ہونے والے) پر کسی نذر کا پورا کرنا باقی ہو (جو اس نے مانی تھی) تو وہ اس کی طرف سے اس کا ولی پوری کرے۔

عَنْ اَبِیْ هريرة رضي الله عنه انّ رجلًا قَالَ للنبي ﷺ ان ابي مَاتَ وَتَرَكَ مالًا ولم يُوْصِ فَهَلْ يكفِرُ عنه ان اتصدق عنه؟ قال نعم

(ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرا والد فوت ہو گیا ہے اور اس نے مال چھوڑا ہے اور اس نے وصیت بھی نہیں کی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا یہ (صدقہ) اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔ اَنَّ رَجُلًا قال لِلنبی ﷺ اِنَّ اُمِّی اِفْتُلِتَتْ نَفْسُھَا۔ وَاَظُنُّھَا لَو تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ۔ فَھَلْ لَھَا اَجْرٌ تَصَدَّقْتُ عَنھَا؟ قال نَعَمْ (صحیح بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ (بوقت نزع) گفتگو کر سکتی تو صدقہ کرتی۔ اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں تو کیا اسے ثواب پہنچے گا آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

مومنین کے حقوق کا بیان

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَہٗ۔ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ۔ (الصحیح البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ عزوجل پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اپنے ہمسائے کو نہ ستائے اور جو اللہ عزوجل اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ عزوجل اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے منہ سے اچھی بات نکالے یا خاموش رہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضًا وَشَبَّکَ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ (الصحیح البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ

نے فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کے لیئے ایک (مضبوط) دیوار کی طرح ہے جسکا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے: اور (اس بات کی وضاحت کے طور پر) آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالیں: (الصحیح البخاری)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ (الصحیح البخاری، الصحیح المسلم)

ترجمہ:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اسوقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے (اور مسلم نے یہ اضافہ کیا) اپنے پڑوسی کے لیے۔

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ اَلَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ (الصحیح البخاری۔ والصحیح المسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ ایمان والا نہیں خدا کی قسم وہ ایمان والا نہیں، خدا کی قسم وہ ایمان والا نہیں عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! کون؟ فرمایا جسکا پڑوسی اسکی ایذا رسانی سے محفوظ نہیں۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مومنین کی مثال ایک دوسرے پر رحم کرنے دوستی رکھنے اور شفقت کا مظاہرہ کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے چنانچہ جب جسم کے کسی بھی حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں اسکا شریک ہوتا ہے۔ (الصحیح البخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ أَخِيهِ إِذَا رَأَى فِيهِ عَيْبًا أَصْلَحَهُ (الصحیح البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے جب وہ اسمیں کوئی برائی دیکھتا ہے تو اس برائی کی اصلاح کر دیتا ہے۔

حسن اخلاق کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِهِ۔ (الجامع الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مومنوں میں سے کامل ترین مومن وہ ہے جو بہترین اخلاق کا مالک ہے اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ انتہائی نرم ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ (الجامع الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مومن میں سے کامل ترین ایمان اسکا ہے جو ان میں سے بہترین اخلاق کا مالک ہے اور تم میں سے بہترین اشخاص وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرنیوالے ہیں (الجامع الترمذی)

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ

وَاَقْرَبِكُمْ اَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا (الجامع الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ پیارے اور قیامت کے دن نزدیک ترین بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو تم میں سے اخلاق میں اچھے ہیں۔ (الجامع الترمذی)

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ (سنن ابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: یقیناً مومن حسن اخلاق کے ذریعے دن کو روزے رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حسنِ اخلاق سے بڑھ کر میزان میں بھاری چیز کوئی نہیں ہوگی۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: حُرِّمَ عَلَى النَّارِ كُلُّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ سَهْلٍ قَرِيْبٍ مِنَ النَّاسِ (مسند احمد)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک اس شخص پر آگ حرام کر دی گئی جو نرم خو، خوش اخلاق اور (نیک مجالس میں) لوگوں کے قریب ہیں۔

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ (جامع ترمذی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارا اپنے مسلمان بھائی کیلئے مسکرانا بھی صدقہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ (الصحیح البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ ہر ایک معاملہ میں نرمی برتنے کو پسند کرتا ہے۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یوں بھی مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ: بیشک اللہ تعالیٰ نرمی سے سلوک کرنیوالا ہے اور ہر ایک معاملہ میں نرمی کو پسند کرتا ہے ایک اور روایت میں ہے فرمایا: اللہ تعالیٰ نرمی کرنیوالا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر اتنا عطا فرماتا ہے جتنا سختی پر بھی عطا نہیں کرتا: (الصحیح البخاری)

عَنْ جَرِيْرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ (رواہ المسلم)

ترجمہ:۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو نرمی سے محروم ہوا وہ خیر سے محروم ہو گیا۔

عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشْبَهَ سَمْتًا وَدَلًّا وَهَدْيًا (وَفِي رِوَايَةٍ) حَدِيْثًا وَكَلَامًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا (سنن ابوداود)

ترجمہ:۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ میں نے چال ڈھال شکل و شباہت اور بات چیت میں فاطمہ سلام اللہ علیہا سے بڑھ کر کسی کو حضور نبی

اکرم ﷺ سے مشابہ نہیں دیکھا اور جب فاطمہ سلام اللہ علیہا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتی تو آپ ﷺ انکے لیے کھڑے ہو جاتے انکا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب حضور نبی اکرم ﷺ انکے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ ﷺ کے لیے کھڑی ہو جاتیں آپ ﷺ کے دستِ اقدس کو پکڑ کر بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ بٹھاتیں۔

عَنِ الشَّعْبِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ تَلَقّٰی جَعْفَرَبْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَالْتَزَمَہٗ وَقَبَّلَ مَابَیْنَ عَیْنَیْہِ (رواہ ابوداؤد)

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملے تو ان سے معانقہ فرمایا اور انکی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَزِیْنٍ قَالَ: مَرَرْنَا بِالرَّبَذَۃِ فَقِیْلَ لَنَا: هَاهُنَا سَلَمَۃُبْنُ الْاَکْوَعِ فَاَتَیْنَاہُ فَسَلَّمْنَا عَلَیْہِ فَاَخْرَجَ یَدَیْہِ فَقَالَ: بَایَعْتُ بِهَاتَیْنِ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم فَاَخْرَجَ کَفًّا لَہٗ ضَخْمَۃً کَاَنَّهَا کَفُّ بَعِیْرٍ فَقُمْنَا اِلَیْهَا فَقَبَّلْنَاهَا (رواہ البخاری فی الادب)

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمٰن رزین بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم ربذہ گئے تو ہم کو بتایا گیا کہ یہاں حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ رہتے ہیں، ہم انکے پاس گئے اور انہیں سلام کیا انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ کپڑوں سے باہر کیئے اور فرمایا میں نے ان ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہے انکا ہاتھ بڑا اور ضخیم تھا جیسے اونٹ کے ہاتھ ہوں ہم لوگ ان کے احترام میں کھڑے ہو گئے اور ہم نے انکے ہاتھوں کا بوسہ لیا۔

عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ: قَالَ ثَابِتٌ لِاَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَمَسَسْتَ النَّبِیَّ ﷺ بِیَدِکَ؟ قَالَ: نَعَمْ فَقَبَّلَهَا (الادب المفرد للبخاری)

ترجمہ:۔ حضرت ابن جدعان سے روایت ہے کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ نے اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ کو مس کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا ہاں تو اس پر انہوں (حضرت ثابت) نے انکے ہاتھوں کو چوم لیا۔

عَنْ صُهَيْبٍ رضی اللہ عنہ مَوْلَی الْعَبَّاسِ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا يُقَبِّلُ يَدَ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَيْهِ وَيَقُوْلُ: يَا عَمِّ ارْضَ عَنِّيْ: (صحیح بخاری)

ترجمہ:۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چومتے دیکھا اور آپ ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے۔ اے چچا! مجھ سے راضی ہو جائیں۔

عَنْ إِيَاسِ بْنِ دَغْفَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا نَضْرَةَ قَبَّلَ خَدَّ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت ایاس بن دغفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابونضرہ کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت حسن بن علی علیہما السلام کے رخسار مبارک پر بوسہ دیا۔

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كُلَّمَا قَدِمَ الشَّامَ اسْتَقْبَلَهُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَقَبَّلَ يَدَهُ (بیہقی)

ترجمہ:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جب بھی شام آتے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ آپکا استقبال کرکے اور آپ کی دست بوسی کرتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو چوما تو اقرع بن حابس تمیمی بولے، میرے دس بیٹے ہیں میں نے تو کبھی ان میں سے کسی کو نہیں چوما۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے انکی طرف دیکھ کر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (الصحیح البخاری)

اعزا و اقربا پر صدقہ کرنے کی فضیلت

عَنْ اَبِی مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ : عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰی اَھْلِہٖ یَحْتَسِبُھَا فَھُوَ لَہٗ صَدَقَۃٌ (متفق علیہ وھذا لفظ البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب آدمی اپنے اہل و عیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ (جو کچھ خرچ کرتا ہے) اسکے لیے صدقہ ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے۔ بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے اور بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے ابو قلابہ نے کہا آپ نے گھر والوں پر خرچ سے شروع کیا تھا۔ پھر ابو قلابہ نے کہا اس شخص سے زیادہ اور کسی کا اجر ہوگا جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کے سبب ان بچوں کو نفع دیتا ہے اور غنی کرتا ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے صدقہ کا حکم فرمایا تو ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس ایک دینار ہے فرمایا: اسے اپنے اوپر خرچ کرلو۔ اس نے عرض کیا: میرے پاس اور بھی ہے فرمایا: اسے اپنی اولاد پر خرچ کرلو، عرض کیا: میرے پاس اور بھی ہے۔ فرمایا: اسے اپنی بیوی پر خرچ کرلو۔ عرض کیا میرے پاس اور بھی ہے فرمایا: جسکے لیے تم مناسب سمجھو (اس پر خرچ کرو) (ابوداؤد)

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی حاجت مند کو صدقہ دینا (صرف) ایک صدقہ ہے۔ اور رشتہ دار کو صدقہ دینا دو (2) صدقات ہیں ایک (1) صدقہ اور دوسرا (2) صلہ رحمی (جامع الترمذی)

توبہ خدا تعالیٰ کا پسندیدہ عمل

معروف معانی میں توبہ گناہوں کی آلودگی سے احکام الٰہیہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف ظاہری اور باطنی طور پر رجوع کرنے کو کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ○ (الفرقان، ۲۵:۷۱)

اور جس نے توبہ کر لی اور نیک عمل کیا تو اس نے اللہ کی طرف (وہ) رجوع کیا جو رجوع کا حق تھا۔

توبہ کا ایک معنی نادم و پشیمان ہونا بھی ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

الندم توبة۔ (ابن ماجہ السنن کتاب الزھد باب ذکر التوبۃ)

گناہ پہ پشیمان ہونا توبہ ہے۔

توبہ کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اتباع نفس سے اجتناب کرتے ہوئے اس میں یکسوئی اختیار کر لو پھر اپنا آپ حتی کہ سب کچھ اللہ کے سپرد کر دو اور اپنے قلب کے دروازے پر اس طرح پہرہ دو کہ اس

میں احکامات الٰہیہ کے علاوہ اور کوئی چیز داخل ہی نہ ہو سکے اور ہر اس چیز کو اپنے قلب میں جاگزیں کر لو جس کا تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے اور ہر اس شے کا داخلہ بند کر دو جس سے تمہیں روکا گیا ہے اور جن خواہشات کو تم نے اپنے قلب سے نکال پھینکا ہے ان کو دوبارہ کبھی داخل نہ ہونے دینا۔ (عبدالقادری جیلانی فتوح الغیب صفحہ ۱۵)

حضرت سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

توبہ کا مطلب ہے قابل مذمت افعال کو قابل ستائش افعال سے تبدیل کرنا اور یہ مقصد خلوت اور خاموشی اختیار کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا (امام غزالی احیاء العلوم الدین) مذکورہ بالا عبارات کی روشنی میں توبہ کا مفہوم یہ ہے کہ شریعت میں جو کچھ مذموم ہے اسے چھوڑ کر ہدایت کے راستے پر گامزن ہوتے ہوئے پچھلے تمام گناہوں پر نادم ہو کر اللہ سے معافی مانگ لے کہ وہ بقیہ زندگی اللہ کی مرضی کے مطابق بسر کرے گا اور گناہوں کی زندگی سے کنارہ کش ہو کر رحمت و مغفرت کی طرف متوجہ ہو جائے گا اس عہد کرنے کا نام توبہ ہے۔

توبہ اور استغفار میں فرق

ندامت قلب کے ساتھ ہمیشہ کے لیے گناہ سے رک جانا توبہ ہے جبکہ ماضی کے گناہوں سے معافی مانگنا استغفار ہے۔ توبہ اصل ہے جبکہ توبہ کی طرف جانے والا راستہ استغفار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ ھود توبہ سے قبل استغفار کا حکم فرمایا ہے ارشاد ربانی ہے۔

فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۝ (ھود ۱۱، ۶۱)

"سو تم اس سے معافی مانگو پھر اس کے حضور توبہ کرو بیشک میرا رب قریب ہے

دعائیں قبول فرمانے والا ہے۔"

گویا گناہوں سے باز آنا۔ آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد کرنا اور صرف اللہ کی طرف متوجہ کرنا توبہ ہے۔ جبکہ اللہ سے معافی طلب کرنا۔ گناہوں کی بخشش مانگنا اور بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری کر کے اپنے مولا کو منانا استغفار ہے۔

توبہ واستغفار کی اہمیت وفضیلت

ہر وقت گناہوں سے پاک رہنا فرشتوں کی صفت ہے۔ ہمیشہ گناہوں میں غرق رہنا شیطان کی خصلت ہے۔ جبکہ گناہوں پر نادم ہو کر توبہ کرنا اور معصیت کی راہ چھوڑ کر شاہراہ ہدایت میں قدم رکھنا اولادِ آدم علیہ السلام کا خاصہ ہے شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ وہ اس کی فطرت میں موجود اعلیٰ تر بلند مقامات اور جاہ ومنصب تک جانے کی خواہش کی آڑ قیامت تک گمراہ کرنے کی قسم کھائی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

(الحجر......۱۵:۳۹)

ابلیس نے کہا۔ اے پروردگار اس سبب سے جو تو نے مجھے گمراہ کیا میں (بھی) یقیناً ان کے لیے زمین میں (گناہوں اور نافرمانیوں کو) خوب آراستہ وخوشنما بنا دوں گا اور ان سب کو ضرور گمراہ کر کے رہوں گا۔

اِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ۔ وعزتك يا رَبِّ لَا اَبْرَحُ اَغْوِي عبادك مادامت اَرْواحهم في اجسادِهِمْ قَالَ الرَّبُّ وعزتي وجلالي لاازال اغفر لهم مااستغفروني

(المسند لاحمد بن حنبل ۳:۲۹رقم:۱۱۲۵۷)

شیطان نے (بارگاہ الٰہی میں) کہا اے اللہ مجھے تیری عزت کی قسم میں تیرے بندوں کو جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں باقی رہیں گی۔ گمراہ کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم جب تک وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے میں انہیں بخشتا رہوں گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص مجلس میں بیٹھا اور اس میں اس نے بہت سی لغو باتیں کیں تو وہ اٹھنے سے پہلے۔

سبحانك اللّٰهمّ وبحمدك۔ اشهدُ ان لا اله الا انتَ استغفرك واتوب اليك۔

(اے اللہ میں تعریف کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ کہے تو ان لغو باتوں سے اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (ترمذی)

قبیلہ جہنیہ کی ایک عورت کی قبولیت توبہ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کس قدر رحم فرمانے والا ہے اس کا اندازہ حدیث مبارکہ میں مذکور درج ذیل واقعہ سے ہوتا ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔

جہنیہ قبیلہ کی ایک عورت حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس حال میں کہ وہ زنا سے حاملہ تھی اس نے عرض کی اے اللہ کے نبی ﷺ میں حد جرم کی مرتکب ہو چکی ہوں پس آپ ﷺ مجھ پر حد قائم کریں۔ تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس کے ولی کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ اسے اچھی طرح رکھنا جب بچہ پیدا ہو جائے تو اسے میرے

پاس لے آنا۔ پس اس نے ایسا ہی کیا۔ آپ ﷺ نے اس عورت کے بارے حکم دیا اسے سنگسار کر دیا جائے پھر آپ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا ہے، حالانکہ اس نے زنا کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا بیشک اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ مدینہ شریف کے ستر بندوں میں تقسیم کی جائے تو انہیں کافی ہے۔ کیا تم نے اس سے افضل توبہ پائی ہے کہ اس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے پیش کر دیا۔ (مسلم شریف)

توابین کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھولنے کا حکم

توبہ و استغفار کی فضیلت اس بات سے بھی عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ توابین کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھولنے کا حکم فرماتا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مروی کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

جس نے اچھی طرح وضو کیا اور پھر کلمہ شہادت پڑھا اور یہ دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (ترمذی)

اے اللہ مجھے خوب توبہ کرنے والوں اور خوب پاک ہونے والوں میں سے بنا دے تو اس کے لیے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

توبہ کی اقسام

توبہ کی دو اقسام ہیں:۔ (1) ظاہری توبہ (2) باطنی توبہ

1۔ ظاہری توبہ:۔ یہ ہے کہ انسان قولاً و فعلاً اپنے تمام اعضائے ظاہری (آنکھ ناک، کان، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ) کو گناہوں اور برائیوں سے ہٹا کر اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں لگا دے اور خود کو نیکیوں کی طرف راغب کرتا رہے نیز شریعت مصطفیٰ ﷺ کے مخالف افعال سے تائب ہو کر شرعی احکام کے مطابق عمل پیرا ہو۔

2۔ باطنی توبہ:۔ یہ مفہوم ہے کہ انسان دل کو گناہوں کی غلاظتوں اور آلائشوں سے پاک کر کے شریعت کے موافق اعمال صالحہ کی پابندی کرے۔ جب انسان کا ظاہر حکم الٰہی کے موافق ہو جائے اور قلب و باطن بھی اللہ رب العزت کی اطاعت میں ڈھل جائے اور برائی نیکی سے بدل جائے۔ تب تصوف کی بات مکمل ہو گی اور اس کو کامل توبہ نصیب ہو گی۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گریہ زاری

امام اعظم ابو حنیفہ کی گریہ وزاری اور معافی مانگنے کا بھی عجب معمول تھا۔ تبع تابعین کے دور میں ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ میں کوفہ کی جامع مسجد میں اس ارادے سے رات بسر کرنے آیا۔ کہ دیکھوں امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی شب بیداری کیسی ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نماز عشاء پڑھنے کے م ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ گھر گئے۔ دن کو جو عالمانہ لباس پہنا تھا

تبدیل کر کے اللہ کے حضور پیش ہونے کے لیے غلامانہ لباس پہن کر آئے اور مسجد کے کونے میں کھڑے ہو گئے ساری رات اپنی داڑھی کھینچتے رہے اور عرض کرتے رہے مولا ابو حنیفہ تیرا مجرم ہے۔اسے معاف کر دے۔ حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ وہ رو رو کر بے ہوش ہو جاتے جب ہوش آتا تو عرض کرتے مولا اگر قیامت کے دن ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ بخشا گیا تو بڑے تعجب کی بات ہو گی۔

حضرت امام عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ کی گریہ وزاری

حضرت امام عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ کی سفید داڑھی تھی وہ اس کو پکڑ کر اللہ کے حضور روتے تھے اور عرض کرتے تھے اے مولا عبداللہ بن مبارک کے بڑھاپے پر رحم فرما وہ ہر وقت معافی مانگتے رہتے تھے ایک روایت میں منقول ہے کہ حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ اور بڑے بڑے اکابر اولیاء جب درج ذیل آیت کریمہ پڑھتے۔

اِنَّ الابرار لفی نعیم ○ واِنَّ الفجار لفی جحیم ○ (الانفطار ۸۲، ۱۳، ۱۴)

"بیشک نیکو کار جنت میں ہوں گے اور بیشک بدکار دوزخ میں ہوں گے۔"

تو حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ رو رو کر بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش آیا تو کہا معلوم نہیں کہ ہمارا شمار کن لوگوں میں ہو گا؟

کبیرہ گناہ

(۱) زبان کی آفتیں اور ان سے بچاؤ کی تدابیر

خاموش اور کلام میں زبان اہم کردار ادا کرتی ہے اور جس کی زبان درست ہو اس

کے سارے اعمال اصلاح یافتہ ہو جائیں گے اور جس کی زبان میں خرابی ہو اس کے سارے اعمال میں خرابی ظاہر ہوگی جو شخص اپنی زبان کو کھلی چھٹی دیتا ہے شیطان اسے ہلاکت کے کنارے پر لے جاتا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

یَکُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اَوْعَلٰی مَنَاخِرِھِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِھِمْ۔ (ترمذی)

انسان کو اوندھے منہ دوزخ میں گرانے والی چیز اس سے اپنی زبان سے کاٹی ہوئی کھیتی ہے۔

حضرت طاؤس علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

میری زبان ایک درندہ ہے اگر میں اسے کھلا چھوڑوں تو وہ مجھے کھالے۔

(احیاء العلوم الدین ۳، ۱۱۱)

زبان کی آفات بے شمار ہیں مثلاً خطا، جھوٹ، غیبت، ریاکاری، منافقت، فحش کلامی، جھگڑا اور خودسرائی وغیرہ۔ یہ وہ برے اعمال ہیں جن کا تعلق براہ راست زبان سے ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء علوم الدین میں زبان کی بیس آفات بیان کی ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

۱۔ بے مقصد گفتگو اور فضول کلام:۔

ایسی گفتگو جس کی نہ حاجت ہو اور نہ ہی اس سے کسی کو فائدہ حاصل ہو بے مقصد گفتگو کہلاتی ہے۔ جبکہ وہ کلام جو فائدہ مند ہو لیکن بلاضرورت ہو فضول کہلاتا ہے۔

جو شخص فضول گوئی سے بچتا ہے اس کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

مِنْ حُسْنِ الاسلامِ المرءُ ترکُہٗ مالا یعنیہٖ (شعب الایمان)

"کسی شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے جو بات کام کی نہ اسے چھوڑ دے۔"

حضرت ابراھیم تیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

جب مومن بات کرنا چاہتا ہے تو دیکھتا ہے اگر فائدہ ہو تو بات کرتا ہے ورنہ خاموش رہتا ہے اور فاجر کی زبان خوب چلتی ہے جو منہ میں آتا ہے کہہ دیتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا دو چیزیں انسان کو ہلاک کرتی ہیں۔

○ زائد حال اور فضول کلام:۔

حضرت حسن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

جس شخص کی گفتگو زیادہ ہو اس کا جھوٹ بھی زیادہ ہوتا ہے۔

۲۔ باطل امور میں مشغولیت:۔

بے فائدہ گفتگو کی بھرمار خلاف شرع ممنوع باتوں میں مشغولیت بدعات اور مذاہب فاسدہ کا ذکر مثلاً عورتوں کے حالات شراب کی مجالس بدکاری کی مجالس لوگوں کی عیاشی مذموم رسموں اور ناپسندیدہ حالات کا ذکر کرنا یہ تمام امور باطل میں شامل ہے۔

اکثر لوگ غم دور کرنے کے لیے گفتگو کرتے ہیں۔ لیکن ان کی گفتگو باطل اور بے ہودہ باتوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

مَنْ تَرکَ الْکِذْبَ وھو باطل بُنِیَ لہ فی رَبْضِ الجنۃ۔ ومن ترک المراۃ

وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلَاهَا

(ترمذی، ابواب البر والصلۃ)

جس نے جھوٹ، جو کہ باطل ہے (جھگڑے کے وقت) چھوڑ دیا اس کے لیے بہشت کے کنارے پر مکان بنایا جائے گا اور حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا ترک کر دے اس کے لئے جنت کے درمیان مکان بنایا جائے گا اور جو اپنے اخلاق کو سنوار لے اس کیلئے جنت کے بلند ترین جگہ پر محل تعمیر کیا جائے گا۔

خصومت (جھگڑا کرنا)

دوسروں کے کلام پر نکتہ چینی کرنا ان کے کام پر اعتراض کرنا ارادے میں خلل ڈالنا دوسروں کی تذلیل اور اپنی فضیلت ظاہر کرنا اور اپنے کلام پر ڈٹ جانا خصومت کہلاتا ہے ایک متفق علیہ حدیث مبارکہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ (صحیح مسلم)

"اللہ تعالیٰ کو سب سے ناپسندہ وہ شخص ہے جو بہت جھگڑا کرنے والا ہو" حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

تَكْفِيرُ كُلِّ لِحَاءٍ رَكْعَتَانِ (الطبرانی، المعجم الکبیر)

ہر بحث کرنے والے کا کفارہ دو رکعتیں ہیں:

جیسے ہر گناہ کی توبہ ہے اسی طرح فضول جھگڑے یا بحث کی توبہ اللہ کے حضور دو رکعت نماز ہے زبان کی یہ آفت انسان کو ہلاک کرنے والی ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ انسان دل سے تکبر کا پتا ختم کر دے، دوسروں پر اپنی فضیلت ظاہر کرنا، دوسروں کو

کمتر سمجھنا اور ایسی عادت کا بھی خاتمہ کر دے جو دوسروں کی عیب جوئی کا باعث بنے کیونکہ ہر بیماری کا علاج اس کے سبب کے دور کرنے سے ہوتا ہے۔

پُر تکلف کلام کرنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ قابل نفرت اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور ہونے والے وہ لوگ ہیں جو بہت بولنے والے، لوگوں سے زبان درازی کرنے والے اور تکبر کرنے والے ہیں۔ (ترمذی)

بدکلامی اور گالی گلوچ

اس سے مراد ایسی بات ظاہر کرنا ہے جس کے بیان سے انسان شرم و ندامت محسوس کرتا ہے بدکلامی اور گالی گلوچ کی بنیاد باطنی اور ظاہری کمینگی ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس کچھ یہودی آئے۔ انہوں نے کہا اَلسَّامُ علیك یا ابا القاسم: (لفظ سام کے معنی ہلاکت اور بربادی کے ہیں ان بدبختوں نے یہ لفظ حضور ﷺ کیلئے استعمال کیا) آپ ﷺ نے فرمایا وعلیکم اور تم پر بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بلکہ تم پر سام اور ذام (موت اور ذلت) ہو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یاعائشۃ لَا تَکُوْنِیْ فَاحِشَۃً اے عائشہ بدزبان مت بنو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ ﷺ نے نہیں سنا انہوں نے کیا کہا آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں نے ان کے قول کی طرف واپس نہیں کیا میں نے کہا وعلیکم اور تم پر بھی۔ (صحیح مسلم)

ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہر فحش کلام کرنے والے پر جنت کا داخلہ حرام ہے۔

حضرت ابراہیم بن میسرہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں قیامت کے دن فحش کلام اور بیہودہ بکنے والے کو کتے کی صورت میں یا کتے کے پیٹ میں لایا جائے گا۔

(احیاء العلوم)

فحش کلامی کا سبب مخاطب کو ایذا پہنچانا ہوتا ہے یہ بدکلامی اور گالی گلوچ فاسق لوگوں کی عادت بن جاتی ہے لہٰذا ان لوگوں کی صحبت سے بچنا چاہیے۔

لعنت بھیجنا

حیوانات جمادات اور انسان سمیت کسی پر بھی لعنت بھیجنا قابل مذمت ہے

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيْسَ بِاللَّعَّانِ مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔ (المسند احمد بن حنبل ۱/۴۱۶، رقم ۳۹۴۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام پر لعنت بھیجی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اَبَابَكْرٍ اللَّعَّانُوْنَ وَالصِّدِّيْقُوْنَ كَلَّا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ مَرَّتَيْنِ اَوْثَلَاثًا۔

اے ابوبکر کیا صدیق اور لعنت کرنے والے بھی رب کعبہ کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا آپ ﷺ نے یہ کلمات دو تین مرتبہ دہرائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی دن اپنا غلام آزاد کر دیا اور حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا لا اعود میں دوبارہ یہ کلمات نہیں کہوں گا۔

(الادب المفرد، ۸۸۱/۸۹، رقم ۳۱۹)

لغو شعر گوئی

شعر کا مقصد تعریف، مذمت اور عورتوں کا ذکر ہوتا ہے اور بعض اوقات اس میں جھوٹ اور مبالغہ داخل ہو جاتا ہے اس لیے بعض بزرگ اشعار کہنا ناپسند فرماتے ہیں لیکن اگر کلام اچھا ہو تو اشعار کو بہتر تم سے پڑھنا جائز ہے حضرت داؤد علیہ السلام تلاوت زبور کے وقت خوش آوازی کا مظاہرہ کرتے حتیٰ کہ انسان جن جنگلی جانور اور پرندے آپ علیہ السلام کی آواز سننے کے لئے جمع ہو جاتے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً بے شک بعض شعر حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔

(ابن ماجہ السنن کتاب الادب باب الشعر رقم ۳۷۵۵)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کیلئے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اُھْجُھُمْ وَجِبْرِیْلُ مَعَکَ (بخاری الصحیح)

ان کافروں کی ہجو کرو اور جبرائیل بھی تمہارے ساتھ ہیں مذکورہ بالا احادیث کی رو سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ثنا خوانی یا برائی اور فحاشی سے پاک کلام پڑھنا باعث اجر و ثواب اور خیر و برکت ہے لیکن اگر کلام برا ہو تو شعر گوئی اور گانا دونوں مذموم ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

لَاَنْ یَّمْتَلِیَٔ جَوْفُ اَحَدِکُمْ قَیْحًا خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّمْتَلِیَٔ شِعْرًا (صحیح بخاری)

کسی آدمی کے پیٹ کا پیپ سے بھرا جانا جو اسے خراب کرتی ہے اس سے بہتر ہے کہ وہ اشعار سے بھرا ہوا ہو۔ شعر پڑھنا اور کہنا فی نفسہ حرام، بشرطیکہ کلام قرآن و سنت کے منافی نہ ہو۔

کثرت طنز ومزاح

مزاح اپنی اصل کے اعتبار سے مذموم ہے البتہ تھوڑا سا ہو تو مستثنیٰ ہے مزاح کو وطیرہ بنا لینے میں خرابی ہے اور کثرت مزاح سے زیادہ ہنسی پیدا ہوتی ہے اور زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے جس سے دل میں بغض پیدا ہو جاتا ہے نیز اس کی وجہ سے ہیبت اور وقار ختم ہو جاتا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا (صحیح بخاری)

اے امت محمدیہ بخدا اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم ضرور بالضرور بہت زیادہ رویا کرتے اور بہت کم ہنسا کرتے۔

تمسخر (مذاق اڑانا)

تمسخر کا مطلب دوسرے آدمی کی توہین کرنا، اسے حقیر جاننا اور اسکے عیوب و نقائص کو اس طرح ظاہر کرنا کہ اس کا مذاق اڑایا جائے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

"مذاق اڑانے والے کیلئے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا آؤ، آؤ! وہ غم اور تکلیف کی حالت میں آئے گا اور دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر دوسرا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا آؤ، آؤ! وہ غم اور تکلیف کے ساتھ آئے گا، جب وہاں پہنچے گا تو اس پر وہ دروازہ بھی بند کر دیا جائے گا، مسلسل اسی طرح ہوتا رہے گا حتیٰ کہ اس

کیلئے دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا آؤ، آؤ پس وہ مایوسی کی وجہ سے نہیں آئے گا"۔ (بیہقی، شعب الایمان)

اس حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص دنیا میں کسی کا مذاق اڑائے گا تو قیامت کے دن اس کا بھی مذاق اڑایا جائے گا۔ کیونکہ مذاق میں کسی کو اذیت پہنچانا کسی کو حقیر جاننا اور توہین آمیز سلوک کا نشانہ بنانا مقصود ہوتا ہے اور یہ حرام ہے۔ بعض اوقات کسی شخص کے بے ترتیب کلام بے تکے عمل پر ہنسا جاتا ہے جیسے کسی کے خط، کاریگری اور چھوٹے قد پر ہنسنا یا اس میں کوئی دوسرا عیب ہو تو اس عیب کی بنا پر اس شخص کا یا اس کی تخلیق کا مذاق اڑانا، یہ تمام امور استہزا ہی میں داخل ہیں اور ان سے منع فرمایا گیا ہے۔

افشائے راز

راز افشا کرنے سے اسلئے منع کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعے ایذا پہنچائی جاتی ہے اور دوست احباب کے حق کو معمولی سمجھا جاتا ہے۔ ابن ابی دنیا روایت کرتے ہیں کہ ابن شہاب نے فرمایا۔

اَلْحَدِیْثُ بَیْنَکُمْ اَمَانَۃٌ۔ گفتگو تمہارے درمیان امانت ہے۔ (کشف الخفاء)

امام غزالی علیہ الرحمہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں۔ کہ اپنے بھائی کا راز بیان کرنا خیانت ہے۔

کذب بیانی

جھوٹ بولنا نہایت قبیح قسم کے گناہوں میں شمار ہوتا ہے کیونکہ ایک جھوٹ کو چھپانے کیلئے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں اور جھوٹ ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ جبکہ سچ

میں نجات ہے اور سچائی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سچ کو لازم پکڑو بے شک سچ نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جو آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور اس کا قصد کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔

وَاِیَّاکُمْ وَالْکِذْبَ فَاِنَّ الْکِذْبَ یَهْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ۔ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ اِلَی النَّارِ (معجم الاوسط للطبرانی)

"جھوٹ سے اجتناب کرو بے شک جھوٹ گناہ کا راستہ دکھاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا۔ پہلا وہ شخص جو ہر نیکی کا احسان جتلاتا ہے۔ دوسرا وہ جو جھوٹی قسم کھا کر سامان فروخت کرتا ہے اور تیسرا وہ جو اپنے کپڑوں کو تکبرانہ انداز میں ٹخنوں کے نیچے لٹکاتا ہے۔

غیبت

کسی مسلمان بھائی کی غیر موجودگی میں ایسی برائی یا عیب بیان کرنا جو اسے ناپسند ہو خواہ وہ اس کے بدنی یا نسبی عیب کا ذکر ہو یا اخلاق اور عمل کے اعتبار سے کوتاہی کا بیان ہو، اس کی دنیوی خرابی کا ذکر ہو یا اخروی برائی کا حتیٰ کہ اس کے کپڑے مکان اور جانور کے حوالے سے نقص بیان کرنا، سب غیبت میں شامل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: خدا تعالیٰ اور اس کا

رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:۔

ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ

"تم اپنے بھائی کے اس عیب کا ذکر نہ کرو جس کا ذکر اس کو ناپسند ہو"۔

عرض کیا گیا اس کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب ہو جس کا ذکر میں کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ (مسلم شریف)

"اگر تم نے وہ عیب بیان کیا جو اس میں ہے تبھی تو تم نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر وہ عیب بیان کیا ہے جو اس میں نہیں تو تم نے اس پر بہتان لگایا ہے"۔

چغل خوری

کسی کی پوشیدہ بات سے پردہ اٹھا کر اسے ظاہر کرنا چغل خوری کہلاتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ۔ "چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا" (مسلم شریف)

دوغلہ پن

جو شخص ایسے دو آدمیوں کے پاس جائے جو ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور وہ ان میں سے ہر ایک کی بات دوسرے تک پہنچائے ان کی ایک دوسرے سے دشمنی کو اچھا قرار دے، دونوں سے مدد کا وعدہ کرے، ان میں سے ہر ایک کے سامنے اس کی تعریف کرے اور جب وہ موجود نہ ہو تو اس کی برائی بیان کرے ایسا شخص دوغلہ یا دو باتوں والا کہلاتا ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

مَنْ كَانَ لَهٗ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ

(ابن ابی شیبہ)

جو دنیا میں دو منہ رکھے یعنی دوغلہ ہو تو قیامت کے روز اس کی آگ کی دو زبانیں ہونگی۔

خوشامد

امام غزالی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ تعریف کرنے میں چھ آفات (برائیاں) ہیں چار آفات کا تعلق تعریف کرنے والے سے ہے اور دو کا اس سے جس کی تعریف کی گئی، جہاں تک تعریف کرنے والے کا تعلق ہے تو پہلی بات یہ ہے کہ وہ حد سے بڑھ کر تعریف کرے یہاں تک کہ جھوٹ تک پہنچ جائے دوسرے آفت یہ ہے کہ وہ تعریف کرتے ہوئے محبت کا اظہار کرتا ہے لیکن جو کچھ وہ کہتا ہے اس کا اعتقاد نہیں رکھتا۔ گویا اس طرح وہ ریاکار منافق ہوتا ہے۔ تیسری آفت یہ ہے کہ تحقیق کے بغیر گفتگو کرتا ہے اور اسے اس پر اطلاع نہیں ہوتی لیکن جب وہ کہے میں نے رات کے وقت اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے میں نے اسے صدقہ کرتے اور حج کرتے دیکھا ہے تو یہ یقینی امور نہیں وہ اوصاف جو مخفی ہیں مثلاً وہ عادل ہے راضی رہنے والا ہے تو جب تک اس کے باطن کا علم نہ ہو قطعی طور پر کچھ نہ کہے چوتھی آفت یہ ہے کہ وہ ممدوح کو خوش کرتا ہے حالانکہ وہ ظالم یا فاسق ہے اور یہ بات جائز نہیں ہے۔ (احیاء علوم الدین)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ۔ (شعب الایمان)

جب فاسق کی تعریف کی جائے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور اس کے غضب سے عرش ہلتا ہے۔

غیبت

اپنے بھائی سے متعلق ایسی بات کرنا، جو اُسے ناپسند ہو غیبت کہلاتا ہے۔ یہ ہمارے معاشرے کی وہ برائی ہے جسے عقیدے میں تو برائی اور گناہ سمجھا جاتا ہے لیکن عمل میں نہیں۔ آج اصلاح کے عنوان سے تبصرے کے عنوان سے اور حقیقت حال سے باخبر کرنے کے عنوان سے ہمارا موضوع گفتگو دوسرے کا کردار وعمل ہوتا ہے جو جس قدر دوسرے کے عیبوں پر نظر رکھے جو جس قدر لوگوں کی عزتوں کو اُچھالے جو لوگوں کے انفرادی اور ذاتی اعمال کو کھول کھول کر بیان کرے وہ معاشرے کا ہوشیار آدمی سمجھا جاتا ہے ہماری زبانیں ہمیں کس انجام تک پہنچا سکتی ہیں۔ آئیں قرآن مجید اور حضور نبی اکرم ﷺ کی احادیث کی روشنی میں اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

غیبت کا انجام

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مَا یَتَبَیَّنُ فِیْهَا یَزِلُّ بِهَا اِلَی النَّارِ اَبْعَدَ مِمَّا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (بخاری، مسلم)

بے شک ایک بندہ بات کرتا ہے وہ یہ نہیں سوچتا کہ وہ اچھی ہے یا نہیں تو وہ اس بات کی وجہ سے دوزخ میں اتنی گہرائی تک گر جاتا ہے جتنا کہ مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ ہے۔

قرآن مجید میں بھی اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:۔

وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ۝

اور نہ پیچھے پیچھے ایک دوسرے کی برائی کیا کرو کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ سو تم اس سے نفرت کرتے ہو (ان تمام معاملات) میں اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔

معراج کی رات حضور ﷺ ایک قوم پر سے گزرے جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں پر سے گوشت نوچ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں پر ہاتھ ڈالتے تھے۔ اگر اللہ اور اس کا رسول ﷺ کے ان ارشادات کو ہم جسم کے کانوں سے نہیں دل اور روح کے کانوں سے سنیں تو یقیناً یہ کلمات و آیات ہمارا کردار بدلنے کے لیے کافی ہیں۔

غیبت اور بہتان میں فرق

ہم جب دوسروں کے کردار کے منفی پہلوں کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو ہم مطمئن ہوتے ہیں کہ ہم سچ بول رہے ہیں۔ یہ عیب اس کی زندگی میں ہیں جو ہم نے بیان کر رہیں ہیں دوسروں کی پیٹھ پیچھے یہی سچ غیبت کہلاتا ہے ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ایک غیبت کا سہارا لے کر جیسوں بہتان بھی لگا دیتے ہیں۔ ان گناہوں کا بھی ذکر کر دیتے ہیں جو متعلقہ شخص کی زندگی میں نہیں ہوتے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اسی حقیقت کو واضح فرما دیا تھا۔

عن ابی هريرة انّ رسول الله ﷺ قال اتدرون ما الغيبة قالو الله ورسوله اعلم قال ذكرك اخاك بما يكره قيل افرايت ان كان في اخي ما اقول قال ان

کان فیہ ماتقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ ماتقول فقد بہتہ (مسلم)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے متعلق ایسی بات کرو جسے وہ ناپسند کرے عرض کیا جو بات میں اپنے بھائی کے متعلق کروں اور وہ اس میں پائی بھی جائے وہ بھی غیبت ہے فرمایا اگر تم اپنے بھائی کے متعلق ایسی بات کروں جو اس میں پائی جائے بھی تو غیبت ہے۔ اگر تم اس کے متعلق ایسی بات کرو جو اس کے اندر نہیں تو یہ تم نے اس پر بہتان باندھا ہے۔

ہم نے اکثر یہ جملے سنے ہوں گے بلکہ خود بھی کیے ہوں گے کہ بھائی اسے برا لگا ہو یا نہ جو سچ تھا میں نے کہہ دیا کیا ہمارے اندر سچ سننے کی کیا بھی صلاحیت ہے؟

جب ہمیں پتہ چلتا ہے کہ فلاں نے ہمارے بارے میں یہ کہا ہے تو ہمارا ردعمل کیا ہوتا ہے۔ ہمارا یہی سچ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک غیبت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی شخص کا اللہ اور بندے کے درمیان ایک پوشیدہ گناہ چھپا لینا ایک بچی زندہ درگور کرنے سے افضل ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو ایسے گناہ کا طعنہ دے جس سے وہ توبہ کر چکا ہو (اللہ کی ذات کو بندے کے اس فعل پر اتنا غضب آتا ہے کہ) اللہ اس طعنہ دینے والے کو مرنے سے پہلے اسی گناہ میں جتلا فرما دیتا ہے۔

شب بیداری کی فضیلت

سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے رات کے آخری تہائی حصہ کے وسط میں اللہ

تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے پس اگر تم سے ہو سکے تو تم ان خاص بندوں میں سے ہو جاؤ جو اس مبارک وقت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں

(ترمذی، مشکوٰۃ، جلد 1 صفحہ ۲۶۲)

غیب بتانے والے آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب لوگ ایک وسیع و عریض میدان میں جمع کیے جائیں گے پھر یہ ندا ہوگی کہاں ہیں وہ بندے جن کے پہلو راتوں کو بستروں سے الگ رہتے تھے (یعنی جو بستر چھوڑ کر تہجد پڑھتے تھے) پس ایسے لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور انکی تعداد زیادہ نہ ہوگی پھر حکم الٰہی سے وہ بغیر حساب کے جنت میں چلے جائیں گے اور اسکے بعد دیگر لوگوں کا حساب ہوگا۔ (شعب الایمان۔ بیہقی، جلد ۳، صفحہ ۱۶۹)

رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:۔ میری امت کے بہترین لوگ قرآن اٹھانے والے (یعنی حافظ و عالم باعمل اور راتوں کو عبادت کرنے والے ہیں۔

(شعب الایمان، للبیہقی۔ مشکوٰۃ۔ ج ا۔ ص ۲۶۴)

غیب بتانے والے آقا و مولیٰ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے رات میں ایک ساعت ایسی مبارک ہے کہ جو مسلمان اسے پالے اور اسوقت میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتا ہے اور یہ مبارک ساعت ہر شب میں ہوتی ہے۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ ج ا، ص ۲۶۱)

میلاد النبی ﷺ کی رات، یوم عاشورہ، شب معراج، شب برأت، شب قدر، شب عید الفطر، شب عید الاضحیٰ، ان راتوں کو شب بیداری کرنا سنت ہے۔ قرآن و حدیث میں ان کے بہت فضائل بیان کیے گئے ہیں۔

نوٹ:۔ جن راتوں میں شب بیداری کرنا سنت ہے اور وہ راتیں بڑی فضیلت والی

ہیں جن کے فضائل و مناقب قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ان کی فضیلت اور مسائل و احکام کے بارے میں مصنف کی مستند کتاب "مبارک راتوں کی فضیلت کا مطالعہ کریں۔

پردہ کے مسائل

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم۔

ترجمہ:۔ایمان والوں مردوں سے کہو نگاہیں نیچی رکھیں۔

وقل للمؤمنٰتِ یغضُضنَ من ابصارِهنَّ

ترجمہ:۔اور ایمان والی عورتوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

بنیائی کے احساس کو باہم ایک دوسرے سے جدا رکھنے کی شرح اس حدیث میں ہے جس میں حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نابینا سے اپنی نگاہ کو جدا رکھنے کا حکم دیا ہے۔

ا۔ابوداؤد ترمذی میں اس حدیث کا مشہور جملہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

افعمیا وان انتما الستما تبصرانه

ترجمہ:۔کیا تم دونوں عورتیں بھی اندھی ہو کیا تم اسے نہیں دیکھتی ہو۔

یہ ارشاد نبوی ﷺ اس موقع پر ہوا تھا جبکہ حضرت ابن ام مکتوم صحابی نابینا رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے آپ ﷺ نے بیویوں سے فرمایا تم ہٹ جاؤ۔ بیویوں نے کہا یہ تو اندھا ہے ہمیں کیا دیکھے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم تو اندھی نہیں ہو۔

۲۔نہ صرف نگاہ کے لیے بلکہ قرآن پاک میں یہ بھی حکم ہے کہ اپنے زیورات کی

آواز کو بھی مردوں کے کانوں سے بچاؤ۔

چنانچہ سورہ نور میں ارشاد فرمایا ہے۔

ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن ؕ (سورۃ نور)

ترجمہ:۔ عورتیں اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں جس سے زینت ظاہر ہو جائے یعنی ان کی پازیب وغیرہ کی آواز مردوں کے کان میں نہ پہنچے۔

۳۔ صرف بینائی اور شنوائی کے ہی احساسات نہیں ہیں بلکہ حدیث صحیح میں تصریح موجود ہے کہ عورتیں اپنی خوشبو کو بھی مردوں کی ناک سے جدا رکھیں۔

احادیث کی روشنی میں پردے کا حکم

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

ترجمہ:۔ ہر وہ عورت جس نے عطر ملا ہو وہ مردوں کے پاس سے گزرے تاکہ اس کی خوشبو لوگ سونگھیں تو ایسی عورت زانیہ ہے۔

۴۔ جب دور کے احساسات وتاثیرات کے متعلق اتنے احکام ہیں تو ان سے سمجھا جاسکتا ہے کہ باہم اجنبیوں کا ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے اور بدن کے چھونے کی اسلام نے کتنی ممانعت کی ہوگی۔ حدیث شریف میں صاف موجود ہے۔

چنانچہ فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے۔

ترجمہ:۔ تم میں سے کسی کے سر میں سوئی چبھوئی جائے تو بہتر ہے اس سے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اسکے لیے حلال نہیں۔

الغرض ان نصوص کا صاف وصریح اقتضاء یہ ہے کہ اجنبی عورتیں غیر محرم مردوں سے

جس حد تک جدا رہ سکتی ہیں ان کو جدا رہنا چاہیے ان کا خلاصہ اس روایت میں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ عورت کے لیے سب سے اچھی بات کونسی ہے لوگ چپ رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں گھر آیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کا ذکر کیا آپ نے فرمایا:۔

کہ عورتوں کے لیے سب سے بہتر یہ ہے کہ نہ مرد عورتوں کو دیکھیں اور نہ عورتیں مردوں کو دیکھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے بدن کا ایک حصہ ہے۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ ۝

ترجمہ:۔ جب تم کوئی چیز عورتوں سے مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو (سورۃ احزاب) یہ تمہارے اور ان کے لیے پاک طریقہ ہے۔

عورتوں کو بضرورت مردوں سے گفتگو کرنے کی اجازت ہے لیکن قرآن پاک نے اس میں شرط لگا دی ہے کہ اجنبی مردوں سے نرم اور شیریں لہجہ میں گفتگو مت کرو بلکہ اس میں سختی ہونی چاہیے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ (سورۃ احزاب)

ترجمہ:۔ بات کرنے میں نرمی نہ کرو ورنہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ لالچ کرے گا۔

جوان عورتوں کا بیرونی لباس

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ (سورۂ نور)

ترجمہ:۔ عورتیں اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ کریں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں کو اوڑھنی سے ڈھانپ لیں یا کسی اور چیز سے ڈھانپ لیں؟

اس کی تصریح بھی قرآن پاک نے کر دی جلباب (بڑی چادر سلی ہو یا نہ سلی) اپنے اوپر ڈال لیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ (سورۃ احزاب:۵۹)

ترجمہ:۔ اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر چادر ڈال لیا کریں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ۔o (سورہ نور:۳۱)

ترجمہ:۔ اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر صرف اپنے شوہروں باپ اور اپنے شوہر کے باپ بیٹوں اور شوہروں کے بیٹوں پر

اور قرآن مجید ہی نہیں بلکہ احادیث نبویہ میں بھی اس کی تفصیل موجود ہے چنانچہ

بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا خبردار عورتوں میں نہ گھسا کرو۔

قرآن مجید کا جلباب بھی ہے جو بدل کر اس زمانہ میں برقع ہو گیا ہے اور یہ کلی چادر (برقع) کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ اس کا رواج عہد رسالت ﷺ میں بھی تھا۔ چنانچہ ابو داؤد میں ہے کہ حضرت ام خلا حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں نقاب ڈال کر آئی۔ اس کا لڑکا شہید ہو گیا تھا لوگوں کو تعجب ہوا اس کا بیٹا مارا گیا ہے اسے نقاب کی پڑی ہے۔ اس نے جواب دیا اگر مجھ پر میرے بچہ کی مصیبت آئی ہے میری شرم وحیا پر مصیبت تو نہیں آئی ہے۔

احادیث میں ایسے آثار بکثرت مل سکتے ہیں جن سے عہد رسالت ﷺ میں نقاب اور برقع کا رواج ثابت ہو سکتا ہے۔

اس برقع سے پرانا برقع مراد ہے جو سر سے پاؤں تک عورت کو ڈھانپ لیتا ہے۔ آج کل برقع پردے کے لئے نہیں ہیں بلکہ یہ تو بطور فیشن پہنے جاتے ہیں۔ ان برقعوں کو پردہ سے کوئی واسطہ نہیں اللہ تعالیٰ اس بے حیائی اور بے شرمی سے مسلمان عورتوں کو محفوظ رکھے۔ (آمین)

یہ نوجوان عورتوں کے بیرونی لباس کا اصل حکم تھا عورت اس لباس پر کسی حد تک اضافہ کر سکتی ہے اس اضافہ کی اسلام نے کوئی حد مقرر نہیں کی ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ عورت چھپانے کی چیز ہے عورت جس قدر بھی چھپ سکتی ہے۔ اپنے آپ کو چھپائے لیکن ضرورت پر نظر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس قانون کو نرم کر دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا لیکن سنگار میں سے جو خود کھل جائے۔

مطلب یہ کہ عورت زیب و زینت کو جہاں تک ممکن ہو چھپائے لیکن اگر زینت کا کوئی حصہ خود بخود کھل جائے تو مضائقہ نہیں خود بخود کھل جانا ایسی چیز ہے جس کی بنیاد ان کے مشاغل کی نوعیت پر ہے جن میں عورت معروف ہو مثلاً ایک امیر عورت گھر سے اس لیے نکلتی ہے کہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلی جائے اس وقت زیادہ سے زیادہ جس چیز کے کھلنے کی مجبوری ہے وہ آنکھ ہو سکتی ہے تا کہ راستہ دیکھتی جائے۔ اسی طرح ایک مزدور عورت بازار سے سودا یا کنویں سے پانی لانے کے لیے گھر سے نکلتی ہے ظاہر ہے کہ ان کاموں کو صرف آنکھوں کے کھولنے سے وہ سرانجام نہیں دے سکتی۔ لہذا بعض صحابہ مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور فقہائے حنفیہ نے بیرونی لباس کی حد یہ مقرر کی ہے کہ ان حالتوں میں عورت چہرا اور ہتھیلیوں کو کھلا رکھ سکتی ہے۔

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں دونوں پاؤں کو بھی شریک کرلیا ہے یہ تمام باتیں فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں جو مختلف مشاغل کے لحاظ سے اپنی جگہ پر درست ہیں۔

لباس شرعی

اس حد تک عورتوں کو اجازت کی نوعیت بالکل ایسی ہے جیسا کہ مردوں کے لباس کی کم از کم حد ناف سے گھٹنوں تک مقرر ہے یعنی ہر حالت میں کم از کم اتنا حصہ جسم کا چھپا رہنا ضروری ہے۔ عجیب بات ہے کہ عورتوں کو اس کم از کم لباس کو (جس کی اجازت مجبوری اور ضرورت کی بناء پر ہے) بعض لوگ شرعی لباس قرار

دیتے ہیں اور اس ہر اضافہ کو غیر شروع کہتے ہیں گویا اس سے زیادہ لباس پہننا عورتوں کو شرعاً ممنوع ہے میں ان حضرات سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر عورتوں کے لیے شرعی لباس کی حد یہی ہے تو کیا مردوں کا اسلامی لباس ناف سے گھٹنوں تک صرف ایک اونچی دھوتی یا صرف ایک نکر ہے؟ (جو ناف سے لے کر گھٹنوں تک جسم کو چھپا لے)

مشاغل کے لحاظ سے ظہور کی حد عورتوں کے لئے جو آخری ہو سکتی ہے فقہا نے صرف اس کو متعین کر دیا ہے اور چونکہ لباس کا یہ کم از کم درجہ ہے اس لیے اس کے پہنے والیاں جو عموماً غیر مطیع طبقہ کی ہوتی ہیں کمتر درجہ کی عورتیں گنی جاتی ہیں۔ عہد نبوت ﷺ کے بعد تقویٰ اور پارسائی کی بتدریج کمی کو محسوس کر کے متاخرین فقہائے نے اس میں تنگی پیدا کر کے جو مشورہ دیا ہے۔

وتمنع الشابة وجوباً عن كشف الوجه بين الرجال

ترجمہ:۔ جوان عورت لازمی طور پر مردوں کے سامنے چہرہ کھولنے سے روکی جائے۔

سن رسیدہ عورتوں کا لباس

یہ تو نوجوان عورتوں کے بیرونی لباس کی حد تھی سن رسیدہ (بوڑھی) عورتوں کے لباس میں قرآن پاک نے وسعت کر دی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِي لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ (سورہ نور: ۶۰)

ترجمہ:۔ جو عورتیں نسوانی فرائض سے تھک چکی ہیں اب نکاح کی امید نہیں رکھتی تو

ان کے لیے مضائقہ نہیں اگر وہ بیرونی لباس اتار دیں۔

اس سے برقعہ یا چادر کے بغیر نکلنے کی اجازت نکلتی ہے مگر ساتھ ہی لباس میں بناؤ سنگار اور زیب زینت سے احتراز کی سخت تاکید بھی کی گئی ہے۔ اس حکم بالا کے بعد یہ الفاظ ہیں غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ۔ یعنی بناؤ سنگار کر کے اور بن ٹھن کر باہر نہ نکلیں۔

اور صرف یہی نہیں بلکہ بوڑھی عورتوں کو بھی خدا کا مشورہ ہے کہ برقعہ یا چادر نہ اتاریں تو بہتر ہے وان یستعففن خیر لھن یعنی اگر وہ عفت اختیار کریں تو ان کے لئے بہتر ہے۔

گھر میں آمدورفت

تیسرا سوال گھر میں آمدورفت کا ہے اس سوال کا تعلق مردوں اور عورتوں دونوں سے ہے گھر میں انسان بے تکلفی کے ساتھ امن اور راحت کی زندگی بسر کرتا ہے۔ جس آزادی سے وہ گھر میں رہ سکتا ہے باہر نہیں رہ سکتا اس لیے گھر میں آنے والوں پر خاص قسم کے قیود عائد کرنے ضروری ہیں۔

لباس کے ذیل میں کہا جا سکتا ہے۔ کہ اسلامی نقطۂ نظر سے عورتوں کے لباس کی دو قسمیں ہیں خانگی اور بیرونی۔ خانگی لباس میں چونکہ عورتوں کو وسعت دی گئی ہے۔ اس لیے گھر کا وہ حصہ جہاں عورتیں اپنے اس لباس میں آزادی کے ساتھ رہتی ہوں سوائے محرم مردوں کے اور کسی کو اس میں جانے کی اجازت نہیں۔

قرآن پاک میں صاف طور پر یہ تصریح موجود ہے۔

قرآن وحدیث سے جائز وناجائز امور

1۔ عورت کا سر سے پاؤں تک پردہ کرنے کا حکم ہے۔ (الجامع الترمذی)

2۔عورت کو خوشبو لگا کر گھر سے باہر جانا ناجائز ہے۔(السنن النسائی)

3۔ایک عورت کا دوسری عورت کو بوسہ دینا مکروہ ہے۔

4۔دیور اور جیٹھ وغیرہ سے پردہ کرنے کا حکم۔(صحیح بخاری۔مسلم)

5۔اندھے سے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔(جامع الترمذی)

6۔عورت کو نامحرم مرد کو بھی نہیں دیکھنا چاہیے۔

7۔غیر مرد کو عورت کا سلام کرنا جائز نہیں۔

8۔غیر محرم کا جھوٹا کھانا مکروہ ہے۔

9۔اگر کوئی غیر محرم کو قصداً دیکھے یا عورت اپنے آپ کو دکھلائے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے(بیہقی)

10۔جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں انہیں قیامت کے دن جہنم میں ڈالا جائے گا۔(مشکوٰۃ)

11۔عورتوں کو باریک کپڑا پہننا سخت منع ہے۔(رواہ ابوداؤد)

12۔مرد کو مرد کے سامنے اور عورت کو عورت کے سامنے ننگا ہونا سخت منع ہے۔(صحیح مسلم)

13۔میاں بیوی کو بلا ضرورت ایک دوسرے کا ستر دیکھنا جائز نہیں ہے۔(الجامع ابن ماجہ)

14۔مرد اور عورت کو تنہائی میں بھی ننگا نہیں ہونا چاہیے۔(الجامع الترمذی)

عورت کے پردے کے متعلق فقہائے کرام کے فتاویٰ کا خلاصہ

1۔عورت کا جہری نماز میں پکار کر قرآت کرنا جائز نہیں۔

2۔عورت کا حج میں لبیک پکار کر کہنا جائز نہیں۔

3۔اگر عورت مقتدی ہو مثلاً اپنے زوج یا محرم کے پیچھے گھر میں نماز پڑھ رہی ہے اور

امام کو کچھ سہو ہو گیا۔ تو عورت کو زبان سے بتلانا جائز نہیں۔ ہاتھ پر ہاتھ مارے تاکہ امام سمجھ جائے۔ کہ میں کچھ بھولا ہوا ہوں اور پھر سوچ کر یاد کرلے۔

4۔ جوان عورت کا نامحرم مرد کو سلام کرنا جائز نہیں۔

5۔ جب قرأت بالجہر اور تکبیر بالجہر ہو اور سہو امام کے وقت سبحان اللہ کہہ دینا جیسا مرد مقتدی کہہ دیتا ہے اور سلام جائز نہیں تو بلا ضرورت کلام کرنا یا اشعار سنانا یا خط یا کتابت کرنا جو کلام سے زیادہ جذبات کو ہیجان میں لانے والا ہے یا اخباروں میں مضمون دینا جیسا کہ اس وقت متعارف ہے کہ اپنا پتہ اور نشان بھی لکھ دیا جاتا ہے کیسے جائز ہو گا۔

6۔ اجنبیہ سے بدن دبوانا جائز نہیں ہے۔

7۔ غیر محرم کے ہاتھ کا بوسہ لینا جائز نہیں ہے۔

8۔ اجنبیہ کے بدن سے متصل کپڑے پر میلان نفس کے ساتھ نظر کرنا جائز نہیں۔

9۔ آئینہ یا پانی پر جو اجنبیہ کا عکس پڑتا ہو اس کا دیکھنا جائز نہیں اس بناء پر اس کا فوٹو دیکھنا جائز نہیں۔

10۔ اجنبی مرد کے سامنے کا بچا ہوا طعام عورت کو کھانا یا بالعکس اگر نفس کو اس میں لذت ہو تو مکروہ ہے۔

11۔ رضاعی بھائی اور داماد اور اسی طرح شوہر کا بیٹا سب محارم ہے۔ مگر فتنہ زمانہ پر نظر کر کے ان سے مثل نامحرم کے پردہ کرنا ضروری ہے۔

12۔ عورت کے بال اور ناخن کو بدن سے جدا ہو گئے ہوں ان کا دیکھنا جائز نہیں۔

13۔ اجنبی عورت کے تذکرے سے نفس کو لذت دینا جائز نہیں۔

14۔ اجنبیہ کے تصور سے لذت لینا حرام ہے۔

15۔اگر اپنی بیوی سے متمتع ہو اور اجنبیہ کا تصور کرلے وہ بھی حرام ہے۔

خلاصہ یہ ہے یہ ایک حدیث کی رو سے شیطان کا جال ہے جال سے جس قدر احتیاط ضروری ہے۔اسی قدر اس سے

گفت ابلیس لعیں دا دار را
دام زفتے خواہم ایں اشکار را

حکایت نور

اللہ کے ایک ولی عبادت میں مصروف رہتے تھے کیونکہ وہ اللہ کی محبت میں فنا تھے۔اُن کی مالی حالت ٹھیک نہ تھی اُن کی بیٹی بھوک کی وجہ سے بڑی پریشان تھی گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہ تھا۔پیسے کی خاطر بن سنور کر برائی کے ارادے سے بازار میں کھڑی ہوگئی۔سارا دن کھڑے رہی نوجوان قریب سے گزرتے لیکن کسی نے اُس کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا وہ اسی پریشانی کے عالم میں گھر آگئی اور گھر آکر رونے لگی باپ نے اُس سے پوچھا کہ ''بیٹی کیوں رو رہی ہو'' اس نے کہا بھوک کی وجہ سے رو رہی ہوں اور میں سارا دن برائی کے ارادے سے بازار میں کھڑی رہی لیکن کسی نے میری طرف نہ دیکھا۔تو اللہ کے اُس ولی نے کہا ''اے میری بیٹی!اگر تو ایک ماہ بھی اسی طرح بازار میں کھڑی رہے تو کوئی تیری طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھے گا کیونکہ میں نے اب تک کسی غیر محرم عورت کو آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھا بھلا تیری طرف کوئی کیوں دیکھے گا''۔

لمحہ فکر یہ ہے اُن لوگوں کے لیے جو دوسروں کی بہنوں کی طرف بے حیائی سے دیکھتے

ہیں وہ یہ خیال کریں کہ ان کے گھروں میں بھی اُن کی بہنیں اور مائیں موجود ہیں۔

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

میاں بیوی کے حقوق

حقوق کی دو قسمیں ہیں بعض شرعی اور بعض اخلاقی حقوق شرعیہ وہ ہیں جن کے ادا کرنے پر عدالت سے رجوع کیا جاسکتا ہے حاکم جبراً وہ حقوق دلائے گا یا بعض حقوق کے ادا نہ کرنے پر نکاح فسخ کردے گا اور حقوق اخلاقیہ وہ ہیں جن کے ادا کرنے سے رجوع نہیں کیا جاسکتا البتہ خاوند حقوق اخلاقیہ میں کمی کرے گا تو زوجہ کو بھی حق حاصل ہوگا کہ وہ بھی حقوق اخلاقیہ میں کمی کردے تاکہ خاوند کو بھی احساس ہوجائے۔

عورت کے حقوق خاوند پر

خاوند پر عورت کے حقوق شرعیہ واجبہ چار قسم کے ہیں۔

1۔کھانا جیسے خود کھائے ایسے زوجہ کو بھی کھلائے۔

2۔اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق لباس مہیا کرنا اور جہاں تک ممکن ہو اسے آرام پہنچانا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔(لینفق ذوسعۃ من سعتہ) ہر شخص اپنی وسعت کے مطابق نفقہ دے یعنی مال دار اپنی وسعت کے مطابق خرچ دے اور غریب شخص اپنی وسعت کے مطابق اور ارشاد فرمایا (وعلی المولودلہ رزقھن دکسوتھن بالمعروف) بچے کے باپ پر انکی ماؤں کا رزق اور کپڑے لازم ہیں اچھے طریقے سے۔

یعنی اپنی طاقت کے مطابق دے، غنی پر اسکی طاقت کے مطابق رزق اور کپڑے دینے لازم ہیں اور غریب پر اسکی طاقت کے مطابق لازم ہیں نبی اکرم ﷺ نے حجۃ

الوداع کے موقع پر فرمایا: (ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف) تم پر لازم ہے کہ اپنی بیویوں کو اپنی طاقت کے مطابق کپڑے اور رزق دو خیال رہے کہ اگر عورت کو طلاق بھی دے دی جائے تو پھر بھی خرچہ عدت کے دوران خاوند پر ہی لازم ہے۔ عدت گزرنے کے بعد خاوند کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔

تنبیہ

خاوند اگر خرچ بہت کم دے جو زوجہ اور بچوں کے جائز حقوق کو کافی نہیں ہو سکتا تو عورت خاوند کی اجازت کے بغیر اسکا مال اتنی مقدار میں لے سکتی ہے جس سے اسکی جائز ضروریات پوری ہو سکتی ہے۔ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے خاوند ابوسفیان کنجوس شخص ہیں، مجھے اتنا خرچ نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کی کفایت کر سکے، کیا میں اسکے علم کے بغیر انکا مال لے لیا کروں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (خذی من مالہ بالمعروف ما یکفیک ویکفی بنیک) ہاں اتنا مال تم لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہارے بچوں کو اچھے طریقے سے کافی ہو جائے۔

۳۔ عورت کو رہنے کیلئے مکان دینا خاوند پر لازم ہے۔ (وعلی الزوج ان یسکنھا فی دار مفردۃ لیس فیھا احد من اھلہ الا ان تختار ذلک)

خاوند پر لازم ہے کہ زوجہ کو علیحدہ کمرہ دے جس میں اسکے گھر کا کوئی اور فرد نہ ہو۔

ہاں اگر زوجہ دوسرے حضرات (ساس، سسر، نند) کو اپنے کمرہ میں رہنے کی اجازت دے تو جائز ہے کیونکہ اسکا یہ حق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم) عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو وسعت کے مطابق

والسکنی بالملک اوالاجارة اوالعاریة واجبة اجماعًا

ٹھہرنے کیلئے مکان دینا خاوند پر واجب ہے بالاتفاق البتہ مکان عام ہے۔ کرایہ پر لیا جائے کسی سے مانگ کر لیا جائے یا ملکیت ہو۔

۴۔ مرد پر لازم ہے کہ ایک مرتبہ کم از کم مجامعت کرے اگر ایک مرتبہ بھی مجامعت نہ کر سکے تو قاضی نکاح کو فسخ کر دے۔

جب خاوند نامرد ہو تو حاکم ایک سال کے لیے اسے مہلت دے اگر وہ جماع کرنے کے قابل ہو گیا اور عورت سے مجامعت کر لی تو بہتر ورنہ قاضی انکے درمیان تفریق کر دے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اگر عورت تفریق کا مطالبہ کرے تو تفریق کی جائے اور اگر تفریق کا مطالبہ نہ کرے بلکہ اسی حالت میں خاوند کے پاس رہنا چاہے تو قاضی تفریق نہیں کر سکتا کیونکہ یہ عورت کا حق ہے۔

خاوند پر زوجہ کے اخلاقی حقوق

عورت کے خاوند پر اخلاقی حقوق کثیر ہیں، ہر وہ حق جو حسن اخلاق میں آتا ہو وہ خاوند پر اخلاقاً لازم ہے اور ہر وہ قول و فعل جو بدمزاجی میں آتا ہے اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے اگر انسان زوجہ کو اپنے گھر کا ایک فرد سمجھے تو یقیناً تمام گھریلو جھگڑے فساد ختم ہو جائیں گے لیکن بشرطیکہ وہ زوجہ بھی اپنے آپکو بھی سمجھے کہ میں یہاں اجنبی نہیں بلکہ اس گھر کا ایک فرد ہوں شریعت نے اسی وجہ سے زوجہ کے ماں باپ کو خاوند کے ماں باپ ہونے کا درجہ دیا ہے اور خاوند کے ماں باپ کو زوجہ کے ماں باپ ہونے کا

درجہ دیا ہے۔ جب یہ بات دونوں کو سمجھ آجائے تو ساس اور بہو کے جھگڑے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی بہو کو ساس کی اتنی بات برداشت کرنی چاہیے جتنی وہ اپنی بیٹی کی برداشت کرتی ہے۔

مقام تعجب اور مقام افسوس یہی ہے کہ ہمارے معاشرے میں ساس کو ماں نہیں سمجھا جاتا اور بہو کو بیٹی نہیں سمجھا جاتا، بات بات پر دنگا وفساد برپا کر دیا جاتا ہے۔ اکثر و بیشتر ساس اور بہو کی لڑائی سے ہی گھر برباد ہوتے نظر آتے ہیں کاش! آج کی ساس کو اتنا ہوش آئے کہ کل میں بھی کسی کی بہو تھی اور آج کی بہو کو یہ سمجھ آئے کہ کل میں نے بھی کسی کی ساس بننا ہے۔

شریعت مطہرہ نے تو ساس کو ماں بنا کر شفقت کرنیکا حکم دیا ہے اور بہو کو بیٹی بنا کر عزت واحترام کرنیکا حکم دیا ہے آج دونوں شریعت کے احکام سے دور ہو کر پریشانیوں کا شکار ہیں۔

خاوند پر اخلاقاً لازم ہے کہ وہ اپنی زوجہ کی ہر قسم کی تکلیف کو دور کرنیکی اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرتا رہے بیمار ہونے پر جتنا ہو سکے علاج کرائے اسکے والدین کو اسکی ملاقات سے نہ روکے کیونکہ اسمیں قطع رحمی ہے جو گناہ ہے اسکے محرم آدمیوں یعنی چچا، ماموں، بھائی، بھانجوں، بھتیجوں کو اسکے پاس آنے سے نہ روکے البتہ اسکے ماں باپ ہر ہفتے میں ایک دن آسکتے ہیں دوسرے رشتہ دار سال میں ایک مرتبہ آئیں تو بہتر لیکن اخلاقی طور پر وقت تعین نہیں۔ عام عادت کے مطابق اور ضروریات کے مطابق جب بھی یہ لوگ ملاقات کرنا چاہیں اسی وقت ملیں، خاوند کو چاہیے کہ وہ انہیں کشادہ روئی یعنی ہنس مکھ چہرے سے ملے۔

ویعنفی ان یاذن لها فی زیارتهما فی العین بعد العین علی قدر متعارف (فتح القدیر) خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو اتنی دیر بعد اجازت دے کہ وہ اپنے والدین کو ملے، جتنی دیر میں عام طور پر ملاقات کرنے کا رواج ہو یا عورت کی تمنا ہو۔

یقیناً شروع شروع میں عورت جلدی جلدی ملاقات کی تمنا کرتی ہے عیال میں مشغول ہونے کے بعد خود بخود اس میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

زوجہ پر خاوند کے حقوق

زوجہ پر بھی دو قسم کے حقوق ہی ہیں ایک شرعیہ اور دوسرے اخلاقاً لازم ہیں جن کے نہ ادا کرنے میں عدالت کیطرف رجوع نہیں ہوسکے گا عورت پر حقوق واجبہ تین ہیں:۔

1۔ عورت پر واجب ہے کہ مرد کو اپنے آپ پر قدرت دے یعنی اسے جماع سے نہ روکے جب تک کوئی شرعی عذر نہ ہو یعنی حیض ونفاس سے پاک ہو اور اسکی کوئی بیماری بھی نہ ہو جس سے تکلیف ہو یا مرض کے بڑھنے کا خطرہ ہو ہاں اگر کوئی عذر ہو تو اسے روکنے کا حق حاصل ہے بلا عذر روکنا منع ہے۔

2۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

اذا دعا الرجل امراته الیٰ فراشه فابت فبات غضبان لعنتها الملائكة حتی تصبح (بخاری ومسلم، مشکوۃ باب عشرۃ النساء)

جب مرد عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور عورت (بغیر عذر کے) انکار کرے اور خاوند رات کو ناراضگی میں گزارے تو اس زوجہ پر فرشتے صبح تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ

قدرت میں میری جان ہے کوئی مرد ایسا نہیں کہ وہ اپنی زوجہ کو بستر پر بلائے تو وہ انکار کرے مگر یہ کہ اس عورت پر اللہ تعالیٰ اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک وہ اپنے خاوند کو راضی نہ کرے۔

حضرت طلق بن علی سے مروی ہے آپ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اذا الرجل دعا زوجته لحاجته فلتاته وان كانت على التنور

(ترمذی، مشکوۃ باب عشرۃ النساء)

جب خاوند اپنی زوجہ کو اپنی حاجت کیلئے بلائے فوراً اسکے پاس آجائے خواہ تنور پر ہی کیوں نہ ہو۔

یعنی اگر روٹیاں پکا رہی ہے اور روٹیوں کے جل جانے کا خطرہ ہو تو کوئی حرج نہیں روٹیوں کو جلنے دے اس لیے کہ مال بھی خاوند کا ہی ہے اور وہی اپنی حاجت کیلئے بلا رہا ہے گویا کہ وہ اپنے مال کے ضائع ہونے پر رضا مند ہے (مرقاۃ)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا

کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں تکلیف نہیں پہنچاتی مگر یہ کہ جنتی حوریں کہتی ہیں۔

لَا تُؤْذِيْهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَاِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيْلٌ يُوْشِكُ اَنْ يُّفَارِقَكِ اِلَيْنَا

(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ باب عشرۃ النساء)

اللہ تمہیں برباد کرے تم اسے نہ ستاؤ یہ تمہارے پاس مہمان کی حیثیت سے ہے عنقریب ہی تمہیں چھوڑ کر ہمارے پاس آنیوالا ہے جنتی حوروں کا یہ کہنا کہ یہ تمہیں چھوڑ کر ہمارے پاس آکر ہمارا مہمان بننے والا ہے، اسی طرح پہلی حدیث میں فرشتوں کے لعنت کرنے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آسمانی مخلوق دنیا والوں کے

اعمال پر مطلع ہوتی ہے (مرقاۃ المفاتیح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

المرأۃ اذا صلت خمسھا وصامت شھرھا واحصنت فرجھا واطاعت زوجھا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ شاءت (ابونعیم، مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء)

عورت جب پانچ نمازیں ادا کرے اور ایک ماہ (رمضان شریف) کے روزے رکھے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے، اسے اجازت ہوگی جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

اس حدیث پاک سے یہ واضح ہوا کہ مذکورہ بالا صفات رکھنے والی عورت کو جنت میں داخل ہونے سے کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی اور جنت میں پہنچنا اور جنت حاصل کرنا اس کیلئے آسان ہوگا۔ (مرقاۃ)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا

(ترمذی مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء)

اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی ایک کو (اللہ تعالیٰ کے بغیر) وہ سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

سجدہ بہت زیادہ عاجز ہونے اور مطیع ہونے پر دلالت کرتا ہیں اسی لیے سجدہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی اور کو جائز نہیں حدیث پاک سے یہ واضح ہوا کہ عورت پر خاوند کے بہت حقوق ہیں جنکا شکریہ ادا کرنے سے وہ قاصر ہے اور یہ واضح ہوا کہ عورت کو خاوند کی بہت زیادہ فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے۔

فائدہ

اگر غیر خدا کو معبود سمجھ کر سجدہ کیا گیا تو یہ شرک اور کفر ہے اور اگر معبود سمجھ کر نہیں کیا گیا بلکہ تعظیم کیلئے سجدہ کیا گیا تو یہ حرام ہوگا لیکن کفر نہیں ہوگا ایسا سجدہ کرنے والے کو فاسق تو کہا جائیگا لیکن مشرک نہیں کہا جائیگا۔

قال قاضیخان ان سجد لسلطان ان کان قصده التعظیم والتحیه دون العبادة لایکون ذلك کفرا (قاضی خان، مرقاۃ المفاتیح)

قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اگر کوئی شخص بادشاہ کو تعظیم کے ارادے سے سجدہ کرے وہ سجدہ عبادت کے ارادے سے نہ ہو تو یہ کفر نہیں اگرچہ حرام ہوگا بہت بڑا گناہ ہوگا ایسا سجدہ کرنے والا فاسق و فاجر ہوگا البتہ مشرک نہیں ہوگا۔

تنبیہ

عورت کا مہر اگر خاوند نے ادا نہیں کیا تو اس وجہ سے عورت نے خاوند کو اپنے قریب آنے سے منع کر دیا تو یہ اسکا حق ہے وہ منع کر سکتی ہے۔

وللمرأة ان تمنع نفسها حتی تاخذ المهر وتمنعه ان یخرجها (هدایه)

عورت کو حق حاصل ہے کہ اپنے نفس پر خاوند کو قادر ہونے سے منع کر دے یہاں تک کہ وہ اپنا مہر لے لے اور عورت کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ خاوند کے ساتھ کہیں سفر میں جانے سے انکار کر دے کہ پہلے میرا مہر ادا کرو پھر میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔

ہاں اگر مہر ادا کرنے کیلئے ایک خاص وقت تک مہلت طلب کر رکھی ہے تو اس وقت سے پہلے عورت مطالبہ نہیں کر سکتی زوجہ پر خاوند کا دوسرا حق یہ ہے کہ شوہر کی

اجازت کے بغیر اس کے گھر سے کہیں باہر نہ جائے ہاں اگر زوجہ نے خاوند کی اجازت سے دایہ بننے کیلئے کسی سے معاہدہ کرلیا یا کسی کے کپڑے وغیرہ دھونے کیلئے معاہدہ کرلیا تو اب وہ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر وہ کام بجالاسکتی ہے کیونکہ خاوند پہلے اجازت دے چکا ہے اگر عورت پر حج فرض ہے تو وہ خاوند کی اجازت کے بغیر کسی محرم کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہے اجنبی لوگوں کی بیمار پرسی کے لیے یا ان کی زیارت کے لیے ایسے ولیمہ میں جہاں مرد عورت ایک جگہ جمع ہوں پردے کا کوئی انتظام نہ ہو، ایسی جگہ عورت کا اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر جانا بھی ناجائز ہے اور خاوند کا اجازت دینا بھی ناجائز ہے۔

اگر خاوند نے اجازت دے دی اور عورت اجنبی لوگوں کی محفل میں چلی گئی تو خاوند اور بیوی دونوں گنہگار ہوں گے۔

خاوند غیر شرعی چیز کی اجازت دے کر گنہگار ہوا اور عورت غیر شرعی محافل میں شریک ہو کر اجنبی لوگوں سے گپ شپ لگا کر ہاتھ ملا کر گناہوں کا پتلا بن گئی۔

۳۔ تیسرا حق زوجہ پر خاوند کا یہ ہے کہ کسی اجنبی کو گھر نہ آنے دے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

لایخلون رجل بامرأة الا کان ثالثهما الشیطان (ترمذی، مشکوٰۃ)

کوئی مرد کسی اجنبی عورت سے ہرگز علیحدہ ہو کر نہیں بیٹھے گا مگر وہاں تیسرا شیطان ہوگا۔

یعنی شیطان ان دونوں کے ساتھ ہوگا اور خواہشات پر دونوں کو ابھارے گا جسکی وجہ سے وہ دونوں بدکاری جیسے عظیم جرم میں مبتلا ہوں گے۔

آج کے دور میں دل کے صاف ہونے کے دعویدار دفاتر میں اجنبی مرد اور عورت

بند کمرے میں ایک دوسرے کے سامنے کرسیوں پر براجمان ہیں ذرا دل کی گہرائیوں سے سچ تو بتائیں کہ انکا کیا حال ہوتا ہے کیا فرمان مصطفیٰ ﷺ جھوٹا ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہوسکتا یقیناً دفاتر جہاں مردوں عورتوں کا اختلاط ہے اور ہسپتال شیطان کی آماجگاہیں ہیں جہاں ہر وقت شیطان کا بسیرا ہو وہاں خیر کی توقع کیا ہوسکتی ہے۔

عورت پر خاوند کے اخلاقی حقوق

عورت پر اخلاقی حقوق بھی خاوند کے اخلاقی حقوق کی طرح ہیں ہر وہ کام جو عورت کی خوش مزاجی اور خاوند کی تابعداری اور سلیقہ شعاری ہونے پر دلالت کرے وہ اخلاقاً اسکے ذمہ لازم ہے۔

کھانا پکانا، کپڑے دھونا، گھر کی صفائی وغیرہ یہ ایسے کام ہیں جن سے عورت کے سلیقہ شعار ہونے یا سست اور گندہ ہونے کا پتہ چل جاتا ہے یہ اسی وقت ہوسکے گا جب عورت خاوند کے گھر کو اپنا گھر سمجھے زندگی بھر وہاں رہنے کا پکا ارادہ رکھے۔

وقال ابن عباس انی احب ان اتزین للمرأۃ کما احب ان تتزین لی المرأۃ لان اللہ یقول (ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں عورت کے لیے اپنے آپ کو مزین کرنا پسند کرتا ہوں جسطرح عورت میرے لیے زینت کرتی ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے فرمایا: ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف (ابن ابی حاتم وابن جریر صابونی)

عن جابر بن عبداللہ قال خطب النبی ﷺ بعرفات فقال اتقوا اللہ فی النساء فانکم اخذ تموھن بامانۃ اللہ واستحللتم فروجھن بکلمۃ اللہ وان

لکم علیھن ان لایوطئن فرشکم احدا تکرھون فان فعلن فاضر بوھن ضربا غیر مبرح ولھن علیکم رزقھن و کسوتھن بالمعروف (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مقام عرفات میں خطبہ دیا تو ارشاد فرمایا عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو بیشک تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی امانت کے بدلے حاصل کیا اور ان کی فرجوں کو تم نے اللہ تعالیٰ کے کلمہ کے بدلے اپنے لئے حلال کیا اور وہ تمہارے فراش پر آنے کی کسی ایک کو اجازت نہ دیں جنکو تم ناپسند سمجھتے ہو اگر وہ ایسا کریں تو انکو مارو غیرہ واضح مار (ہلکی مار) ان کے لئے تم پر لازم ہے کہ تم انکو خرچ دو اور انکو کپڑے دو شرع کے مطابق۔

عن ابی عمر قال جاءت امرأۃ الی النبی ﷺ فقالت یا رسول اللہ ماحق الزوج علی الزوجۃ فذکر فیھا اشیاء لاتصدق بشئی من بیتہ الا باذنہ فان فعلت کان لہ الاجرو علیھا الوزر فقالت یا رسول اللہ ما حق الزوج علی زوجتہ فقال لاتخرج من بیتہ الاباذنہ ولا تقدم یوماالا باذنہ (احکام القرآن للجصاص)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کیا یارسول اللہ ﷺ خاوند کا حق زوجہ پر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے چند چیزوں کا ذکر کیا (ان میں یہ بھی کہا) عورت اپنے گھر سے اسکی اجازت کے بغیر صدقہ نہ کرے اگر اس نے صدقہ کردیا تو وہ گنہگار ہوگی البتہ خاوند کو ثواب حاصل ہوگا (لیکن خیال رہے کہ عام عادت کے مطابق صدقہ کرنا جائز ہے زیادہ مقدار میں صدقہ کرنے کیلئے اجازت طلب کرنی پڑے گی)

عورت نے پھر کہا: یارسول اللہ ﷺ خاوند کا زوجہ پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے

فرمایا کہ وہ خاوند کے گھر سے اسکی اجازت کے بغیر نہ نکلے اور دن کو (نفلی) روزے خاوند کی اجازت کے بغیر نہ رکھے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ خير النساء امرأة اذا نظرت اليها سرتك واذا امرتها اطاعتك واذا غبت عنها حفظتك فی مالك ونفسها ثم قرأ الرجال قوامون على النساء (احکام القرآن للجصاص)

حضرت ابوهریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں میں سے بہتر عورت وہ ہے جسے تم دیکھو تو وہ تمہیں خوش کرے اور جب تم اسے حکم دو تو فرمانبرداری کرے اور جب تم غائب ہو تو وہ تمہارے مال کی حفاظت کرے اور اپنے نفس کی حفاظت کرے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی (الرجال قوامون علی النساء) مرد عورتوں پر حاکم ہیں)

حسنِ سلوک کا حق

حضور نبی اکرم ﷺ نے عورتوں سے حسن سلوک کی تعلیم دی اور زندگی کے عام معاملات میں عورتوں سے عفو و درگزر اور راحت و محبت پر مبنی سلوک کی تلقین فرمائی:۔

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: المرأة كالضلع ان اقمتها كسرتها و ان استمتعت بها استمتعت بِها وَفِيْهَا عوج (بخاری الصحیح، مسلم الصحیح)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت پسلی کی مانند ہے اگر اسے سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گی اگر اسی طرح اس کے ساتھ فائدہ اٹھانا چاہو تو فائدہ اٹھا سکتے ہو ورنہ اسکے اندر ٹیڑھا پن موجود ہے۔

عن أبی هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: مَنْ كَانَ يؤمن با

اللہ والیوم الاخر فلا یؤذی جارہ واستوصوا بالنساء خیرا فانھن خلقن من ضلع و ان اعوج شیء فی الضلع اعلاہ فان ذھبت تقیمہ کسرتہ وان ترکتہ لم یزل اعوج فاستوصوا بالنساء خیرا (الصحیح البخاری: مسلم الصحیح)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور عورتوں کے ساتھ نیکی کرنیکے بارے میں میری وصیت قبول کرلو کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور سب سے اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے لگو گے تو توڑ ڈالو گے اور اسکے حال پر چھوڑے رہو گے تب بھی ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی۔ پس عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرلو۔

ملکیت اور جائیداد کا حق

اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کو بھی حق ملکیت عطا کیا وہ نہ صرف خود کما سکتی ہیں۔ بلکہ وراثت کے تحت حاصل ہونیوالی املاک کی مالک بھی بن سکتی ہیں ارشاد ربانی ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ۔ (النساء)

ترجمہ:۔ مردوں کے لیے اسمیں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے اسمیں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا۔

فضائل قربانی

رضائے خداوندی، اتباع سنت نبوی، خلوص وللہیت، تقویٰ وطہارت اور احکام شرعیہ کی تابعداری کے جذبہ سے قربانی دینوالوں کو بارگاہ ربوبیت سے جوانوارو

تجلیات اور فضائل و برکات نصیب ہوتے ہیں درج ذیل روایات سے انکا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ماعمل ابن ادم یوم النحر عملا احب الی اللّٰہ من هراقة الدم انه لياتي يوم القيمة بقرونها واشعارها واظلافها وان الدم ليقع من اللّٰہ بمكان قبل ان يقع من الارض فطيبوا بها نفسا۔ (مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ)

عید کے دن کسی شخص کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک خون بہانے (قربانی) سے زیادہ پسندیدہ نہیں کیونکہ قیامت کے روز قربانی کا جانور اپنے سینگوں اپنے بالوں اور اپنے کھروں سمیت آیگا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالی کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے پس تم خوشی سے قربانی کرو۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ايها الناس ضحوا واحتسبوا بدمائها فان الدم وان وقع في الارض فانه يقع في حرز اللّٰہ عزوجل (مجمع الزوائد، الترغیب والترہیب)

ترجمہ:۔ اے لوگو: قربانی کرو اور اسکے خون میں ثواب کی نیت کرو کیونکہ قربانی کا خون اگر چہ زمین پر گرتا ہے مگر وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من ضحّٰی طيبة نفسه محتسبا لاضحية كانت له حجابا من النار

(مجمع الزوائد، الترغیب والترہیب)

یعنی جس آدمی نے خوشی کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قربانی کی تو وہ قربانی اس کے لئے آگ سے حجاب بن جائے گی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

اے فاطمہ! اپنی قربانی کے پاس کھڑی ہو کیونکہ قربانی کے خون کے ہر قطرہ کے بدلے میں تمہارے پچھلے سب گناہ بخش دیے جائیں گے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا یہ اجر وثواب صرف ہم اہلبیت کیلئے ہے یا ہمیں اور تمام مسلمانوں کو بھی یہ اجر ملیگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اجر ہمارے لیے اور تمام مسلمانوں کیلئے بھی ہے۔ (مستدرک، نصب الرایۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح ایک روایت منقول ہے لیکن اسمیں چند الفاظ کا فرق فرماتے ہیں۔

رسول پاک ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی قربانی کے پاس کھڑے ہونیکا حکم فرمایا اور فرمایا کہ قربانی کے خون کے پہلے قطرہ کے ساتھ تمہارے تمام پچھلے گناہوں کو بخش دیا جائیگا۔

انه يجاء بها يوم القيامة بلحومها ودمائها سبعين ضعفًا ثم توضع في الميزان

قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ لایا جائیگا اور اسکو ستر درجہ بڑھا کر میزان میں رکھا جائیگا۔

حضور ﷺ نے جب یہ ارشاد فرمایا تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے

عرض کیا حضور ﷺ یہ صرف آل محمد ﷺ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ وہ خیر کے زیادہ اہل ہیں یا آل محمد ﷺ اور تمام مسلمانوں کو بھی یہ اجر وثواب نصیب ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ اجر آل محمد ﷺ اور تمام مسلمانوں کیلئے ہے (سنن کبریٰ، کنز العمال)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے بھی اسی طرح کی ایک روایت بیان کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی قربانی کے پاس کھڑا ہونے کا حکم دیا اور بشارت سنائی کہ اس قربانی کے خون کے پہلے قطرے سے تمام سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے اور آپ نے فرمایا: اے فاطمہ! یہ دعا پڑھو (اِن صلوٰتی ونسکی و محیای ومماتی الخ) تو حضرت عمران نے سوال کیا: حضور ﷺ یہ اجر ہمیں بھی ملے گا یا صرف آپکی آل کے ساتھ مخصوص ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ اجر تمام کو نصیب ہوگا۔ (مستدرک ۴/۲۲۲ مجمع الزوائد ۴/۲۰ سنن۔ بیہقی ۹/۲۸۳، نصب الرایہ ۴/۲۱۹)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں یہ سوال کیا: کہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہیں۔ انہوں نے پھر عرض کیا:

فمالنا فیها یا رسول الله؟ قال بکل شعرة حسنة قالوا فالصوف قال: بکل شعرة من الصوف حسنة (الترغیب والترہیب)

ہمیں اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہر بال کے عوض ایک نیکی ملے گی صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: حضور ﷺ! اون کے بارے میں کیا ثواب ہے؟ فرمایا کھال کے ہر بال کے بدلہ میں بھی ایک نیکی ملے گی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وہ روپیہ جو عید قربان کے دن قربانی کیلئے خرچ کیا جائے خدا تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارا ہے۔(مجمع الزوائد۴/۲۰: الترغیب والترہیب۲/۱۵۵)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال النبی ﷺ ان اول مانبدأبه فی یومنا هذا ان نصلی ثم نرجع فننحر من فعله فقد اصاب سنتنا۔ (بخاری۲/۸۳۲)

نبی کریم ﷺ نے (عید قربان کے روز) ارشاد فرمایا آج ہم اپنے اس دن کا آغاز یوں کریں گے۔کہ پہلے ہم نمازیں پڑھیں گے پھر واپس آکر قربانی کریں گے۔جس نے یہ کام کیا تو اس نے ہماری سنت کو پالیا۔

نبی اکرم نور مجسم ﷺ ہمیشہ اپنی طرف سے اور اپنی اُمت کی طرف سے قربانی دیا کرتے تھے۔

حضور پاک سرور لولاک ﷺ ہمیشہ دو جانوروں کی قربانی دیا کرتے تھے اور بوقت ذبح کہتے تھے اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰی بِهٖ (رواہ مسلم)

یعنی اے اللہ اس قربانی کو محمد ﷺ اُنکی آل اور اُنکی اُمت کی طرف سے قبول فرما پھر یہ کہہ کر آپ قربانی دیا کرتے تھے۔

اسی طرح دوسری حدیث میں ہے وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَکْبَرُ هٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ۔

حضور علیہ السلام ذبح کے وقت اللہ اکبر کہتے ہوئے فرمایا کرتے تھے اے اللہ میری طرف سے اور میری اُمت کے اُن افراد کیطرف سے قبول فرما جو میری اُمت

میں سے قربانی دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

اسی طرح تیسری حدیث میں ہے۔

اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّ اُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ یہ تجھ سے اور تیرے لیے ہے محمد ﷺ اور اسکی اُمت کی طرف سے اسکو قبول فرما بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ (مشکوٰۃ شریف)

سیدنا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ حضور پُر نور ﷺ کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے۔

عَنْ حَنَشٍ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهٗ مَا هٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِيْ اَنْ اُضَحِّيَ عَنْهُ (ابوداؤد، دارمی، ترمذی)

حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے دو مینڈھے قربانی دیئے میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ یہ کیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے حضور پاک سرورِ لولاک ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میں حضور ﷺ کی طرف سے قربانی دیا کروں (مشکوٰۃ شریف)

آپ اپنے علاوہ اپنے بزرگوں کیطرف سے قربانی دے سکتے ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا احادیث سے واضح ہو چکا ہے کہ آپ اپنے علاوہ اپنے بزرگوں کیطرف سے خصوصاً حضور پُر نور شافع یوم النشور ﷺ کی طرف سے قربانی دے سکتے ہیں ایسا کرنا بہت بڑا ثواب اور باعث نجات ہے ایسی صورت میں دو جانور قربانی دیئے جائیں کے ایک اپنی طرف سے دوسرا اپنے بزرگوں کی طرف سے (کتب صحاح)

مسائل قربانی

قربانی کے وجوب کیلئے بنیادی طور پر چار شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

(1) آزاد ہونا (2) مسلمان ہونا (3) مقیم ہونا (4) خوشحال ہونا

آزاد ہونا:۔ یہ شرط اس لیے ہے کہ قربانی کا تعلق عبادات الٰہیہ سے ہے یہ وہی ادا کرسکتا ہے جو مال کا مالک ہو اور یہ اختیار صرف آزاد کے پاس ہوتا ہے غلام کے پاس نہیں۔

مسلمان ہونا:۔ یہ اس لئے شرط ہے کہ قربانی قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے اور کافر اس قرب کے اہل نہیں ہوتا اس لیے ولایت ہونا از حد ضروری ہے تا کہ اسے قربانی کے سبب رب کریم کا قرب نصیب ہو جائے۔

مقیم ہونا:۔ قربانی کے وجوب کیلئے تیسری شرط مقیم ہونا ہے چونکہ مسافر سفر کی صعوبتوں اور مشکلات میں گھرا ہوتا ہے اسی کے پیش نظر اسے روزے کی رخصت دی گئی ہے اور اس پر جمعہ بھی لازم نہیں کیا گیا لہٰذا اسی طرح اس پر قربانی بھی لازم نہیں ہوگی۔

خوشحال ہونا:۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ آدمی ایسی حالت میں ہو کہ اس پر صدقہ فطر واجب ہو یعنی اسکے پاس اس وقت زکوٰۃ کا نصاب ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت اسکی حاجت اصلیہ کے علاوہ موجود ہو حاجت اصلیہ سے مراد رہائش کا مکان اسمیں روزمرہ استعمال کا سامان پہننے کے کپڑے اور حفاظت کیلئے ہتھیار ہے لہٰذا جسکے پاس اسکے علاوہ نصاب موجود ہو گا اس پر قربانی واجب ہوگی قربانی کے وجوب کیلئے مرد ہونا شرط نہیں بلکہ شرائط پائے جانے کی صورت میں مردوں کی مثل عورتوں پر بھی واجب ہوتی ہے۔ (البنایہ۔ درمختار)

مذکورہ شرائط کا قربانی کے مکمل وقت کو محیط ہونا ضروری نہیں بلکہ وقت کے کسی حصہ میں ان شرائط کا پایا جانا قربانی کے وجوب کیلئے کافی ہے مثلاً ایک شخص قربانی کے پہلے دن کافر تھا دوسرے دن مسلمان ہوگیا مسافر تھا مقیم ہوگیا یا پھر فقیر تھا دوسرے دن کہیں سے دولت ملی تو خوشحال ہوگیا تو اس پر بھی قربانی واجب ہوگی بشرطیکہ دیگر شرائط پائی جائیں۔(عالمگیری)

اگر آدمی کے پاس نصاب موجود ہو۔ مگر اسکے ذمہ لوگوں کا اتنا قرض واجب الادا ہو تو ادا کرنے سے نصاب باقی نہ رہے۔ یا اس کے پاس نصاب کا کچھ حصہ موجود ہو اور باقی لوگوں کو بطور قرض دے رکھا ہو۔ لیکن قربانی کے ایام گزرنے تک واپس نہ ملے تو ہر دو صورت میں قربانی واجب نہیں ہوگی۔ (عالمگیری) اگر آدمی پہلے صاحب نصاب ہو مگر قربانی کا دن آنے تک وہ باقی نہ رہا بلکہ اسکا سامان چوری ہونے یا جل جانے یا کسی اور وجہ سے نقصان ہونے کے سبب نصاب سے کم ہوگیا، تو اس پر قربانی واجب نہیں ہوگی۔(الجوہرۃ النیرہ)

صاحب نصاب نے قربانی کا جانور خرید رکھا تھا۔ مگر قربانی کا دن آنے سے قبل وہ گم ہوگیا اور ساتھ ہی وہ شخص نصاب کا مالک بھی نہ رہا۔ تو اب اس پر نیا جانور خرید کر قربانی دینا لازم نہیں۔ بلکہ اگر وہ جانور مل بھی جائے مگر اسکے باوجود وہ صاحب نصاب باقی نہ رہے۔ تو اس پر یہ قربانی واجب نہیں ہوگی (عالمگیری)

ابو علی دقاق فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی خباز (نان بائی) ہو۔ اسکے پاس ایندھن کی اتنی لکڑی موجود ہو جسکی قیمت نصاب کے برابر ہو اور قربانی کا دن آجائے تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔

قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی لازم ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے قربانی کی جگہ زندہ

جانور یا اسکی قیمت صدقہ کردی تو یہ جائز نہیں۔ واجب ذمہ ہے ساقط نہیں ہوگا۔ جیسا کہ الجوہرۃ النیرہ میں ہے۔ شرط الذبح حتی لو تصدق بھا حیۃ فی ایام النحر لا یجوز لان الاضحیۃ الا راقۃ ۞ (الجوہرۃ النیرہ ۲۸۲:۴)

اسلیئے قربانی کے دنوں میں جانور ذبح کرنے سے ہی واجب ادا ہوگا اور اسلیے بھی ان دنوں میں جانور کا خون بہانا افضل ہے۔ کیونکہ حضور نبی رحمت ﷺ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین ان ایام میں قربانی کرتے رہے۔ اگر صدقہ کرنا افضل ہوتا تو بالیقین وہ صدقہ کرتے۔

اللہ کیلئے محبت و دوستی

سلف صالحین رضی اللہ عنہ کے اخلاق کا اگر نظر غائر جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح اور روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ وہ بلا تحقیق کسی کو اپنا بھائی یا دوست نہیں بناتے تھے کہ اس کو دنیا و آخرت کے کاموں میں اپنا شریک بنالیں پھر کچھ عرصہ بعد ایک دوسرے سے جھگڑنے لگیں بلکہ ایک مدت تک تحقیق کرتے کہ آیا وہ شخص جس کو وہ اپنا بھائی بنا رہے ہیں احکام خداوندی کو بجالاتا ہے یا کہ نہیں۔

جیسا کہ مثل مشہور ہے۔

حضور علیہ السلام نے بلا تحقیق دوستی کے متعلق فرمایا ہے۔

دو شخص آپس میں ایسی دوستی نہ کریں کہ ان میں جدائی واقع ہو بغیر اس کے کہ ان میں سے ایک گناہ کا مرتکب ہوا۔

دوستی پیدا کرنا سنت رسول علیہ السلام ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں دوستی

پیدا کراتے ہیں جب تک دوست دوست سے نہ ملتے ان کی راتیں لمبی ہو جاتیں۔

اور جب جدا ہوئے تین دن گزر جاتے تو وہ اپنے آپ کو ملامت کرتے۔

حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب تم کسی کو دوست بناؤ تو اس سے راز کو پوشیدہ نہ رکھو ورنہ وہ تمہارے لئے اجنبی ہے۔

امداد کرنا

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو اپنے بھائیوں اور دوستوں کی امداد کرتے تھے یہ دریافت کئے بغیر کہ انہیں اس مدد کی ضرورت ہے کہ نہیں مگر دور حاضر میں لوگ اپنے بھائیوں اور دوستوں کے احوال دریافت کرتے ہیں ان کے غموں میں شریک ہوتے ہیں زبانی جمع و خرچ کے ذریعے ان کے دلوں میں اپنا مقام بناتے ہیں۔

یہ سب کچھ کرنے کے باوجود دوست کو مالی امداد کیلئے ایک روپیہ نہیں دیتے۔

غم خواری

حضرت ابو حازم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر کس کے ساتھ تیری دوستی محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہو تو بلا عوض اس کی غم خواری کرنا تا کہ اس کے ساتھ تیری محبت قائم و دائم رہے۔

الحب فی اللہ کہنا کب مناسب ہے؟

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ الغفار فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے دوست سے کہے کہ میں تجھ سے اللہ کے لئے دوستی رکھتا ہوں مگر اس صورت

میں جبکہ وہ اپنے نفس پر یہ بات پیش کرے کہ وہ دولت کی طلب پر کسی چیز سے انکار نہیں کرے گا اگرچہ دوست اپنا نکاح کرنے کیلئے اس کی بیوی کی طلاق کا خواہشمند ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو اپنے دوست کے بدن پر کسی کا بیٹھنا برا معلوم نہ ہو وہ دوست ہی نہیں۔

دوستی کے حقوق

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس قدر دوست زیادہ ہوں گے قیامت میں اس قدر قرض خواہ ہوں گے اور جس قدر دوست کی غم خواری ہوگی اس قدر اس کی محبت کم ہوگی اس جگہ قرض سے مراد حقوق ہیں۔

حضرت علی بن بکار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے زمانے میں کسی کو ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ کی مانند دوستی کے حقوق پر قائم نہیں دیکھا آپ درہم مجور اور حتی تک بھی دوستوں میں تقسیم کر دیتے اور اگر کوئی دوست موجود نہ ہوتا تو اس کا حصہ رکھ لیتے یہاں تک کہ وہ آ جاتا۔

دوست کی خواہشات کا احترام

میمون بن مہران علیہ الرحمۃ الرحمان سے کسی نے کہا ہم نے کبھی بھی آپ کے دوستوں کو آپ سے جدا یا علیحدہ ہونے نہیں دیا آپ نے فرمایا جب میں دیکھتا ہوں کہ میرے دوست کو کوئی چیز پسند ہے تو میں اس کو دے دیتا ہوں اور اپنے آپ کو اس سے ممتاز نہیں سمجھتا۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ الرحمان کا قول

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

وہ شخص تیرا دوست نہیں ہے جس کی مدد کی رات کو تجھے ضرورت پڑے اور جس کے سامنے تجھے عذر خواہی کرنی پڑے۔

دوستی پر بھروسہ

یونس بن عبید علیہ الرحمہ کا بیٹا فوت ہو گیا تو

ابن عوف علیہ الرحمہ کے سوا تمام لوگوں نے تعزیت کی کسی نے شکایت کی کہ ابن عوف علیہ الرحمہ نے آپ کی تعزیت نہیں کی آپ نے فرمایا جب ہمیں ایک شخص کی دوستی پر وثوق ہے پھر اس کا ہمارے پاس نہ آنا مضر نہیں۔

دوست کی ضرورت کو پورا کرنا

حضرت اعمش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ ایک عرصہ تک اپنے دوستوں سے نہ ملتے اور جب ملاقات ہوتی تو آپ کا کیا حال ہے آپکے مزاج کیسے ہیں۔

سے زیادہ دریافت نہ کرتے پھر اگر وہ اس سے اس کے مال کا نصف بھی طلب کرتے تو دے دیتے۔

لیکن آج کل لوگوں کی یہ حالت ہے کہ اگرچہ وہ اپنے دوستوں کو ہر روز بلکہ ہر گھڑی ملتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ آپکا کیا حال ہے آپ کیسے ہیں۔

ان کی چیز حتی کہ گھر کی مرغی تک کا حال پوچھتے ہیں لیکن اگر ان میں سے کوئی ایک درہم بھی مانگے تو نہیں دیتے۔

احسان کرنا

حضرت حامد قصاف علیہ الرحمہ الرحمان فرماتے ہیں ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے دشمنوں پر بھی احسان کرتے تھے مگر آج کل ایسے لوگ دیکھے ہیں جو دوستوں سے بھی نیک سلوک نہیں کرتے۔

آدابِ مرشد

طریقت تمام کی تمام ادب اور محبت پر مبنی ہے ادب والا ہی سب کچھ لے جاتا ہے جس کے باطن میں ادب ہوتا ہے اس کے ظاہر میں بھی ادب نظر آجاتا ہے۔ کیونکہ جب دل جھک جاتا ہے تو تمام اعضاء ہی خود بخود جھک جاتے ہیں کچھ لوگ ظاہر میں تو بہت ادب کرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کے باطن میں ادب نہیں ہوتا۔ جس کے باطن میں ادب پیدا ہو گیا سمجھ لو اس پر بہت زیادہ کرم ہو گیا۔ کیونکہ طریقت کا تعلق زیادہ تر باطن سے ہوتا ہے۔ ادب جتنا زیادہ ہو گا۔ سالک اتنا ہی فیض حاصل کرے گا اور جس سالک کی روح میں مرشد کیلئے ادب نہیں وہ ہرگز منزل کو نہیں پہنچ سکتا یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی بارگاہ میں صرف مؤدب سالک ہی مقبول و منظور ہوتا ہے اس لیے کہا جاتا ہے باادب بامراد بے ادب بے مراد۔

جب بھی سالک محسوس کرے کہ اس کے ادب میں کمی آرہی ہے وہ سمجھ لے کہ وہ منزل سے گر رہا ہے چاہے اسے اس بات کا علم ہو یا نہ ہو کیونکہ جب ادب ختم ہو جاتا ہے تو فیض ملنا بھی خود بخود ختم ہو جاتا ہے اور خاص مقام ملنے کے باوجود تنزلی شروع ہو جاتی ہے۔ اگر وہ پھر بھی احتیاط نہ کرے تو اسی مقام پر آجاتا ہے جہاں سے ابتداء ہوئی تھی۔

1۔ مرشد کی بارگاہ میں حاضری کے آداب کا پتہ ہونا چاہیے کچھ باتیں بظاہر تو چھوٹی معلوم ہوتی ہیں اور سالکین بھی انہیں زیادہ اہمیت نہیں دیتے لیکن ان کے نقصانات زیادہ ہوتے ہیں اللہ و رسول ﷺ اور بزرگان دین کی جانب سے سالکین کی راہنمائی کیلئے آداب کے سلسلہ میں چند نکات درج ذیل ہیں۔

2۔ جب آستانہ عالیہ پر حاضری دیں تو نظر پڑتے ہی مرد حضرات با آواز بلند اور عورتیں آہستہ آواز میں اللہ کا ذکر شروع کر دیں اور واپس جاتے ہوئے بھی ایسا ہی کریں اور اگر ان اوقات میں مرشد بیان فرما رہے ہوں یا مراقبہ کی حالت میں ہوں تو بلند آواز سے ذکر نہ کریں۔

3۔ جب بھی آستانہ عالیہ پہ حاضری ہو تو فضول گفتگو کی بجائے یا تو کسی خدمت (کام) میں مصروف رہیں یا پھر اپنے آپکو ذکر الٰہی اور درود شریف میں مشغول رکھیں۔

4۔ جب مرشد کی خدمت میں حاضری دیں اور مرشد بیان فرما رہے ہوں تو چاہیے کہ اسلام علیکم کہہ کر بیٹھ جائیں اور جب جانا چاہیں تب بھی ایسی ہی صورتحال ہو السلام علیکم کہہ کر چلے جائیں مصافحہ کرنا ضروری نہیں۔

5۔ بے نماز اور ننگے سر والے عقیدت مند مرشد کے دائیں بائیں ہرگز نہ بیٹھیں (سر ڈھانپ کر رکھنا سنت رسول ﷺ ہے)

6۔ مرد سالک کو چاہیے کہ مرشد کے سامنے ننگے سر حاضری نہ دے۔

7۔ مرشد کے سامنے نوافل، سنت غیر مؤکدہ اور تسبیحات اور نفلی عبادات نہ کرے۔

8۔ اگر مرشد مراقبہ کی حالت میں ہوں تو انکے سامنے خواہ وہ لیٹے ہوں بیٹھ کر مراقبہ نہ کرے۔

9۔ اگر مرشد چارپائی پر آرام فرمارہے ہوں تو سرہانے کی طرف آکر کھڑے نہ ہوں بلکہ قدموں کی طرف قدرے دائیں جانب آکر بیٹھ جائیں (پردہ فرما جانے کے بعد بھی اس نکتہ کو ملحوظ خاطر رکھیں)

10۔ جب مرشد باتھ روم میں ہوں یا وضو کر رہے ہوں تو اس جگہ کھڑے نہ ہوں۔

11۔ جب مرشد مراقبہ کی حالت میں ہوں تو نہ ہی انکے بالکل قریب (بے مقصد) بیٹھیں اور نہ وہاں گفتگو کریں۔ نہ اتنے قریب کھڑے ہوں کہ سانسوں کی آواز ان تک پہنچے اور نہ ہی اس وقت بالکل قریب سے گزریں۔ مختصر یہ ہے کہ اگر مرشد حالت مراقبہ میں ہوں تو کوئی ایسی حرکت نہ کرے کہ ان کے مراقبہ میں خلل پیدا ہو۔

12۔ جب مرشد سامنے ہوں تو ان کی زیارت لگاتار نہ کریں۔ ٹکٹکی باندھ کر (مسلسل) دیکھتے رہنا اور مرشد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کرنا آداب مرشد کے منافی ہے۔ اس وقت اگر چارپائی پر بیٹھے ہوں تو پاؤں ہلانا، ناخن یا دانتوں سے کاٹنا یا زکام ہو تو وہیں بیٹھے ہوئے ناک سے سوں سوں کرتے رہنا۔ مسلسلے کھانستے رہنا بھی بے ادبی ہے۔ اگر ایسی صورتحال پیش آئے تو چاہیے کہ وہاں سے اٹھ کر چلے جائیں۔

13۔ مرشد کے سامنے کچھ کھانا پینا بھی نہیں چاہیے لیکن اگر وہ خود ایسا حکم فرمادیں جب تک نوالہ (کھانے کی چیز) منہ میں ہو گفتگو نہ کریں۔ اگر مرشد اپنا بچا ہوا کوئی تبرک کھانے کیلئے عنایت فرمائیں تو دوسری طرف منہ کر کے اسے جلد ختم کر لیں کیونکہ بعض اوقات مرید کی بیناپسندیدہ حرکات مرشد کی صحبت سے دوری کا سبب بن جاتی ہیں۔

14۔ جب مرشد کچھ تناول فرمارہے ہوں (کھانا پینا) تو انکے سامنے بھی نہ بیٹھے رہیں لیکن اگر وہ خود حکم فرمادیں تو حکم کو ادب پر فوقیت دیں۔

15۔ مرشد کی خدمت میں بے مقصد زیادہ دیر نہ بیٹھیں بلکہ اپنا مقصد جلد بیان کر کے اجازت طلب کر لیں تاکہ دوسروں کو بھی قریب جانے اور بات کا موقع مل سکے۔

16۔ مرشد کی آواز سے اپنی آواز کو نیچا رکھیں۔

17۔ مرشد کے سامنے ایسی گفتگو نہ کریں جس سے طبیعت میں بیزاری یا جلالت پیدا ہو جائے بلکہ کرم و عطا کی بات کریں۔

نوٹ:۔ آداب مرشد کی تفصیل راہ سلوک، تصوف و طریقت اور سالک کی تربیت کے بارے میں کتاب فیضان مرشد و طریقت کا مطالعہ کریں۔

عقیدہ و گمان

ایسی پختہ سوچ جو انسان کا دین ایمان بن جائے عقیدہ ہے۔ جس قسم کا عقیدہ ہو گا ویسا ہی فیض ملے گا۔ اگر آپ کا عقیدہ ہے کہ فقراء کے پاس ایسے اختیارات موجود ہیں کہ وہ مخلوق خدا کے دنیاوی مسائل حل کر سکتے ہیں تو آپ کے صرف دنیاوی مسائل ہی حل ہوں گے۔ اگر آپ کا عقیدہ ہے کہ فقراء گناہوں کو بخشوانے کا وسیلہ اور حصول جنت کا ذریعہ ہیں۔ تو آپ ایسا ہی پائیں گے اگر آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ فقراء ولایت عطا کرنے والے اللہ و رسول ﷺ کی بارگاہ میں پہنچانے والے اور حقیقت معرفت کے خزانے عطا کرنے والے ہیں تو آپ کو یہ کچھ ہی حاصل ہو گا۔ آپ کے اس عقیدہ کی وجہ سے آپ پر ایسی ہی عطائیں ہوں گی اور اس عقیدہ پر جتنی پختگی ہو گی ویسا ہی فیض ملے گا۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے اللہ کے فقیر کو عطا شدہ خزانوں سے متعلق آپ کیسا گمان رکھتے ہیں۔

مآخذ و مراجع

القرآن الحکیم	
کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی
عرفان القرآن	پروفیسر محمد طاہر القادری
الصحیح البخاری	ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ
الصحیح المسلم	ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری نیشاپوری
مشکوٰۃ المصابیح	محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی
سنن ابن ماجہ	ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی
سنن ابی داؤد	سلمان بن اشعث سجستانی
جامع ترمذی	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ
بیہقی	ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ
احیاء العلوم الدین	امام محمد غزالی (رحمۃ اللہ علیہ)
فتوح الغیب	شیخ عبد القادری جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ)
مسند امام احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل
المعجم الکبیر	امام طبرانی
کشف الخفاء	امام عجلونی
معجم الاوسط	امام طبرانی
ابن ابی شیبہ	امام ابو بکر ابن ابی شیبہ
ابن حبان	ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حیان
الدارمی	ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن

کتاب	مصنف
مسند امام اعظم	امام اعظم نعمان بن ثابت
مسند امام مالک	امام مالک بن انس
تاج العروس	علامہ زبیدی
المعتقد المنتقد فی اعطاء اللحی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
مسند الفردوس	امام شہریار دیلمی
ضیاء القلوب فی لباس المحبوب	
فتاویٰ رضویہ	امام احمد رضا خان محدث بریلوی
ردالمحتار	امام ابن عابدین شامی
مدارج النبوہ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
بہار شریعت	مولانا صدر الشریعہ امجد علی اعظمی
شرح السنہ	امام بغوی
مرقاۃ المفاتیح	امام ملا علی سلطان محمد القاری ہروی
ہدایہ شریف	امام ابوبکر مرغینانی
احکام القرآن للجصاص	امام ابوبکر جصاص
مجمع الزوائد	امام ابوبکر ہیثمی
الترغیب والترہیب	امام منذری
سنن کبریٰ	امام بیہقی
کنز العمال	امام علی متقی ہندی
البنایہ	
فتاویٰ عالمگیری	ملا نظام الدین ودیگر علماء احناف ہند
الجوہرۃ النیرہ	

Designed by: 0321-4761150

ادارۂ قاسم المصنفین